عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

مولانا محمد حسن عباسی کی رحلت

جلد:۳۲ | ۱۶ تا ۲۲ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۱۳ء | شمارہ:۱

دعوت و تبلیغ کے اصول

شرعی وضع قطع کی اہمیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

بیوی کا نان نفقہ اور بچوں کی کفالت

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

اُم رضیہ، کراچی

س:……عورت صاحب نصاب ہے جبکہ اس کا شوہر غریب ہے، اس کے تین بچے ہیں بچوں کی کفالت کس پر ہوگی؟

ج:……صورت مسؤلہ میں بیوی اور بچوں کی کفالت اور نان نفقہ ہر حال میں مرد کے ذمہ لازم ہے۔شریعت نے یہ ذمہ داری عورت پر نہیں ڈالی، خواہ وہ کتنی ہی مال دار کیوں نہ ہو۔مرد اگر یہ ذمہ داری نہیں اٹھاتا بغیر کسی سبب کے تو عورت عدالت کے ذریعے سے بھی یہ حق وصول کرسکتی ہے اور عدالت شوہر کو بیوی بچوں کا خرچ ادا کرنے پر مجبور کرے گی۔ ہاں اگر شوہر کسی عذر کی وجہ سے یا مناسب ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے تنگ دستی کا شکار ہے اور اس کی بیوی صاحب مال ہے تو اس کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اس مشکل گھڑی میں وہ اس کا ساتھ دے، ایسی صورت میں بیوی کا اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرنا دوسری جگہ صدقہ کرنے سے بہتر و افضل ہے اور اس عمل کا اسے دوہرا اجر و ثواب ملے گا۔ایک تو صدقہ کرنے کا اور دوسرا قرابت داری کا۔

س:……کیا یہ بچے کسی خیراتی ادارے جس میں زکوۃ وغیرہ سے بچوں کی فیس وصول کی جاتی ہے، اس میں پڑھا سکتے ہیں؟

ج:……ایسے خیراتی ادارے جو زکوۃ کی رقم کو اس کے مستحقین پر شرعی طریقے سے مالک بنا کر خرچ کرتے ہوں، ان میں مستحقین کو پڑھنا اور تعلیم حاصل کرنا جائز ہے۔

س:……شوہر پر عورت کی کیا کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟

ج:……شوہر کے ذمہ بیوی کے لئے نان نفقہ اور رہائش کا انتظام کرنا لازم ہے، نان نفقہ میں کھانا پینا، لباس اور دیگر بنیادی ضرورت کی اشیاء شامل ہیں جو کہ شوہر کی اپنی مالی حیثیت کے مطابق ہوں۔اسی طرح رہائش بھی ہے خواہ مکان ہو یا مکان کا ایک کمرہ ہی ہو جس میں عورت کو مکمل عمل دخل حاصل ہو یعنی اپنا سامان رکھنے کے بعد اس کمرے کو بند کرنے کا اختیار ہو اور اس کی بلا اجازت کسی کو اس میں داخل ہونے کی ممانعت ہو اور یہ رہائش کا انتظام خواہ کرایہ پر ہو یا ویسے ہی کسی نے عاریتاً دے دیا ہو یا شوہر کا اپنا ہو، بہرحال اس کے بعد بیوی کے لئے مزید مطالبہ کا حق باقی نہیں رہتا، یہ تو شرعی اور قانونی لحاظ سے ہوا۔ اخلاق لحاظ سے شوہر کو چاہئے کہ وہ ہر ہر موقع پر اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن اخلاق اور حسن سلوک کا مظاہرہ کرے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہترین اخلاق والا ہو اور میں تم سب سے زیادہ اپنے گھر والوں کے لئے بہترین حسن سلوک کرنے والا ہوں۔

س:……اس عورت کے پاس دو لاکھ روپے ہیں اور وہ اس سے کوئی گاڑی یا رکشہ خرید کر کرائے پر دینا چاہتی ہے، کیا اس گاڑی یا رکشہ پر زکوۃ ہوگی؟

ج:……نہیں! ایسی صورت میں اس رکشہ یا گاڑی پر زکوۃ نہیں ہوگی۔

س:……ایک عورت کی مدت نفاس چالیس دن مکمل ہوگئی لیکن خون اب بھی آرہا ہے تو کیا عورت غسل کرکے نماز وغیرہ پڑھے گی؟ اور اس کے حیض کے دن اور بیماری کے دن کیسے معلوم ہوں گے؟

ج:……نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، اس کے بعد عورت غسل کرکے پاک صاف ہوکر نماز روزہ ادا کرے گی اور اگر خون بند نہیں ہوا تو یہ عورت معذور کے حکم میں ہوگی، ہر نماز کے وقت نیا وضو کرے گی، اگر چہ وضو توڑنے والی کوئی بات نہ پیش آئی ہو اور مسلسل خون جاری رہنے کی صورت میں عورت کے ماہواری کے جو ایام متعین تھے ان ایام کو ہی حیض سمجھا جائے اور باقی استحاضہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

جلد:۳۲ ۱۶تا۲۲رصفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق یکم تا ۷رجنوری ۲۰۱۳ء شمارہ:۱

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مسلسل اشاعت کا ۳۲واں سال....	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
قتلِ ناحق.... ایک سنگین جرم	۷	مولانا اعجاز اعظمی
انسان کون ہے؟	۱۰	منور راجپوت
مولانا محمد حسن عباسی کی رحلت	۱۲	پروفیسر مفتی حفیظ الرحمن
شرعی وضع قطع کی اہمیت	۱۵	محمد راشد
دعوت و تبلیغ کے اصول	۱۷	مفتی محمد عارف
عصمتِ انبیاء کرام علیہم السلام (۵)	۲۱	مولانا مدار اللہ نقشبندی
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

مصائب پر صبر کرنا

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو دُنیا میں ہی اس کو فوری سزا دے دیتے ہیں، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا مؤخر کردیتے ہیں، یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کی پوری سزا دیں گے۔

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: بندے کو جتنا بڑا ابتلا پیش آئے، اتنی ہی بڑی جزا اس کو ملتی ہے، اور بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتے ہیں تو اسے (مصائب و آلام سے) آزماتے ہیں، پس جو شخص (ہر حالت میں اللہ تعالیٰ سے) راضی رہا، اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے، اور جو شخص ناراض ہوا، اس کے لئے ناراضی ہے۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۶۲)

اس حدیث میں دو مضمون ارشاد ہوئے ہیں، ایک یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کی غلطیوں اور کوتاہیوں کی سزا دُنیا ہی میں دے دیتے ہیں، اس کی سزا کو آخرت پر نہیں اُٹھا رکھتے، بلکہ مختلف مصائب و آلام میں اس کو مبتلا کرکے پاک و صاف کردیتے ہیں، چنانچہ اگر اس کے کانٹا بھی چبھتا ہے، وہ بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے، اور اگر لکھنے والے کے ہاتھ سے قلم گرجاتا ہے، تو وہ بھی اس کے لئے کفارہ بن جاتا ہے۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ کسی بندۂ مؤمن کو کوئی تکلیف یا صدمہ یا پریشانی پیش آئے اسے اپنے گناہوں کا خمیازہ سمجھنا چاہئے۔ دُوسری یہ کہ بندۂ مؤمن کا مصائب و آلام میں مبتلا ہونا اس کے مردُود ہونے کی علامت نہیں، بلکہ اس کے ساتھ حق تعالیٰ شانہٗ کا لطف و انعام ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے اس کے گناہوں کے کفارے کا دُنیا ہی میں انتظام فرمادیا۔

اس کے برعکس جس بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں، اسے گناہوں کے باوجود ڈھیل اور مہلت دیتے ہیں، وہ احمق یہ سمجھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بہت معزز ہے، حالانکہ اس کے ساتھ مکر و اِستدراج کا معاملہ ہو رہا ہے کہ اس کی معصیتوں اور نافرمانیوں کے باوجود اسے ڈھیل دی جارہی ہے، اور قیامت کے دن جب بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوگا، اسے اس کی بدعملیوں کا پورا بدلہ چکادیا جائے گا، اِلَّا یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے فضل و احسان سے عفو و درگزر کا معاملہ فرمائیں۔

اس حدیثِ پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی حق تعالیٰ شانہٗ کا لطف، قہر کی شکل میں ہوتا ہے، اور کبھی قہر، لطف کی شکل میں۔ اس نکتے کو حضرات عارفین خوب سمجھتے ہیں، ورنہ عام لوگوں کی نظر اس پر نہیں جاتی۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس ناکارہ کے ساتھ بھی لطف و کرم کا معاملہ فرمائیں اور اپنے غضب و قہر سے پناہ عطا فرمائیں،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ، وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ، لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

دُوسرا مضمون اس حدیثِ پاک میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ بندے کو حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے جس قدر زیادہ ابتلا پیش آئے اسی قدر وہ حق تعالیٰ شانہٗ کے ہاں اجر و ثواب کا مستحق ہے، پس جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت فرماتے ہیں، اسے مختلف تکالیف و مصائب سے آزماتے ہیں، جن سے ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا سارا میل کچیل دُور ہوجاتا ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا تھا کہ: بیٹا! سونے چاندی کو آگ کی بھٹی میں ڈال کر صاف کیا جاتا ہے، پس جو بندہ ان تکالیف اور آزمائشوں پر، جو منجانب اللہ پیش آتی ہیں، راضی رہے اور کوئی حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے،

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

بلکہ یوں سمجھے کہ مجھے جو کچھ پیش آرہا ہے یہ سب کچھ کریم آقا کی جانب سے میرے نفع کے لئے ہے، ایسے بندے کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی رضامندی لکھ دی جاتی ہے: "اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا، اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے" اور جو شخص ان مصائب و آلام پر راضی برضا نہ رہے، بلکہ اس کے دل میں حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے گھٹن اور کڑھن پیدا ہوجائے، وہ اپنی حماقت سے حق تعالیٰ کی ناراضی کا مستوجب ہوجاتا ہے، نعوذ باللہ من ذٰلک!

ایک حدیثِ قدسی ہے کہ:

"مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَقْنَعْ بِعَطَائِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ۔"

ترجمہ:... "جو شخص میری قضا پر راضی نہیں اور میری عطا پر قانع نہیں، اسے کہو کہ میرے سوا کوئی اور رب ڈھونڈ لے۔"

"اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کی تکلیف نہیں دیکھی۔"

(ترمذی، ج:۲،ص:۶۲)

یہاں تکلیف سے سکراتِ موت کی تکلیف مراد ہے، مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ چونکہ بہت ہی بلند تھا، اس لئے دیگر تکالیف کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سکرات کی تکلیف بھی دُوسروں سے زیادہ تھی، مگر یہ تکلیف جسدِ مبارک کو تھی، جبکہ رُوحِ مبارک لقائے الٰہی کے اشتیاق میں بے چین اور مشاہدۂ الٰہی میں مستغرق تھی۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نزع کے وقت اگر کسی کو بظاہر زیادہ تکلیف ہو تو یہ اس کے غیرمقبول ہونے کی دلیل نہیں، اگر کسی کی رُوح بظاہر آسانی سے نکل جائے تو یہ اس کے مقبول ہونے کی علامت نہیں۔ الغرض! ظاہری شدّت کے کم و بیش ہونے کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ اصل اعتبار اس وقت رُوحانی شدّت و راحت کا ہے، جس کا اِدراک ہم لوگ ان آنکھوں سے نہیں کرسکتے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ وَغَمَرَاتِ الْمَوْتِ۔

(جاری ہے)

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفی

الحمدللہ!

ہفت روزہ ختم نبوت کی مسلسل اشاعت کا ۳۲واں سال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا دینی وملی فریضہ ہے، اس لئے کہ دین اسلام کی تمام اساس اسی عقیدہ پر استوار ہے۔ اگر یہ عقیدہ محفوظ ہے تو قرآن، سنت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور تمام اعمال صالحہ محفوظ ہیں۔ اگر یہ عقیدہ محفوظ نہیں یا اس میں تشکیک اور تردد ہے تو پھر ایسا فرد مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ یہی عقیدہ تھا جس کی حفاظت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے آج تک امت مسلمہ کرتی آئی ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت کا اجرا بھی ۳۲ سال پہلے اسی مقصد کے لئے ہوا تھا۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ہفت روزہ ختم نبوت کے افتتاحی پرچے کے اداریہ میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں کچھ گزارشات تحریر فرمائی تھیں اور رسالہ کے اغراض ومقاصد کی نشاندہی فرمائی تھی، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے یہاں نقل کیا جائے۔ حضرتؒ تحریر فرماتے ہیں:

''خدام مجلس کی دعوت وداعیہ یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس کے دل میں ایمان کا نور ہے اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق وعقیدت ہے، اسے لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ختم نبوت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے۔ امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ جب بہاولپور کے مشہور مقدمہ کے سلسلہ میں بہاولپور تشریف لائے تو جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد حاضرین سے فرمایا: ''میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جان تھا، نیز ڈابھیل جانے کے لئے پابرکاب تھا کہ اچانک شیخ الجامعہؒ کا مکتوب مجھے ملا، جس میں بہاولپور آکر مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے کہا گیا تھا، میں نے سوچا کہ میرے پاس زادِ آخرت تو ہے نہیں، شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔''

یہ سن کر مجمع بے قرار ہوگیا، حضرت کے ایک شاگرد حضرت مولانا عبدالحنان ہزارویؒ بے اختیار کھڑے ہوگئے اور کہا کہ اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت کی توقع ہوگی؟ اور حضرت کی تعریف وتوصیف میں انہوں نے کچھ بلند کلمات اور بھی فرمائے، جب وہ بیٹھ گئے تو حضرت شاہ صاحبؒ نے پھر مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا، حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم ختم نبوت کا تحفظ نہ کرسکیں۔'' (نقش دوام، ص:۱۹۰)

نیز اپنے آخری لمحات حیات میں حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا، میری چارپائی دارالعلوم دیوبند لے چلو، وہاں اساتذہ وطلبا اور باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کا ایک بڑا مجمع تھا۔ حضرت نے اپنے تمام تلامذہ اور دیگر علماء وطلبا کو ختم نبوت کے تحفظ کی تاکیدیں فرمائیں اور فرمایا:

''جو شخص چاہتا ہے کہ کل فردائے قیامت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت کریں اسے چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی پاسبانی کا حق ادا کرے۔''

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگزارند وخم طرۂ یارے گیرند!

امام العصر حضرت شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے اسی سوز دروں کا نتیجہ تھا کہ حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء نے اپنی زندگی کا موضوع ہی اس مقدس مشن کو بنالیا اور اس کے لئے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کا ادارہ قائم فرمایا۔ حضرت امیر شریعت کے بعد مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات اور محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری

(رحمہم اللہ تعالیٰ) علی الترتیب اسی قافلے کے میر کارواں ہوئے اور آج بھی بحمد اللہ! شیخ طریقت حضرت مولانا خان محمد مدظلہ العالی (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) کی قیادت میں یہ کارواں ایمان وعزیمت، اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔"

حضرتؒ مزید لکھتے ہیں:

"مجلس تحفظ ختم نبوت کا موضوع ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وسیرت کی طرف اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دینا، اسلامی اتحاد کی صفوں کو درست کرنا، وہ تمام لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت سے وابستہ ہیں۔ انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا۔ مسلمانوں میں دینی وملی احساس بیدار کرنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا ہر موقع اور ہر محاذ پر تعاقب کرنا۔ یہی اغراض ومقاصد انشاء اللہ ہفت روزہ "ختم نبوت" کے ہوں گے اور ہم حق تعالیٰ شانہ کی توفیق وعنایت سے یہ کوشش کریں گے کہ دین وہدایت کے اس خوان یغما پر قارئین کے ذہن وقلب کی بہتر سے بہتر غذا مہیا کریں۔ اس کے لئے ہم اپنے باتوفیق قارئین سے بھرپور تعاون اور مخلصانہ وعاقلانہ مشوروں کی درخواست کرتے ہیں۔"

(اداریہ ہفت روزہ ختم نبوت، ج:۱، ش:۱، ۲تا۹ شعبان ۱۴۰۲ھ، مطابق ۲۹ مئی تا ۳ جون ۱۹۸۲ء)

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ہفت روزہ ختم نبوت کے اجراء پر مبارکباد دیتے ہوئے اس کے مقاصد کی طرف راہنمائی فرمائی تھی، جی چاہتا ہے کہ اسے بھی یہاں نقل کیا جائے۔ حضرت مدظلہ لکھتے ہیں:

"گرامی قدر مکرمی جناب مدیر صاحب ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، یہ اطلاع سن کر بہت مسرت ہوئی کہ آپ کے زیر ادارت مجلس تحفظ ختم نبوت ایک ہفت روزہ "ختم نبوت" کے نام سے جاری کر رہی ہے۔ اس پرچے کی اشاعت پر دلی مبارکباد قبول فرمایئے۔

ختم نبوت کا عنوان اگرچہ بظاہر ایک سلبی قسم کا عنوان ہے، لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو عقیدۂ ختم نبوت میں اسلام کی بیشتر ایجابی تعلیمات بھی سما جاتی ہیں "ختم نبوت" کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت قیامت تک کے تمام انس وجن کے لئے ہے۔ آپؐ کے بعد کوئی بھی شخص کسی بھی معنی میں نبی نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا آپ کی تعلیمات وہدایات قیامت تک کے لئے واجب العمل ہیں جنہیں زمانے کا کوئی موثر منسوخ یا تبدیل نہیں کرسکتا۔ اب امت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کے اہل علم کا فریضہ یہ ہے کہ وہ آپ کی تعلیمات وہدایات کو دنیا کی آخری حدود تک پہنچانے کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کردیں۔

اس لئے اس پرچے کا مقصد ان شکوک وشبہات کا ازالہ اور ان تلبیسات کا تعاقب تو ہونا ہی چاہئے جو عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف مرزائیوں نے پھیلائے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ دین کی مثبت تعلیمات کی نشر واشاعت بھی "عقیدۂ ختم نبوت" ہی کا ایک لازمی جزو ہے جو اس پرچے کی ترتیب میں ملحوظ رہنی ضروری ہے۔

ایک گزارش اور ہے اور وہ یہ کہ ضد اور عناد کا علاج تو دنیا میں کسی کے پاس نہیں، لیکن ہر طبقے میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس طبقے کے ساتھ وابستگی کسی ضد اور عناد کی بنا پر نہیں، بلکہ غلط فہمی کی بنا پر اختیار کرتے ہیں، مرزائی حلقے میں بھی ایسے افراد موجود ہوں گے۔ ایسے لوگوں کو راہ راست پر لانے اور ان پر حق واضح کرنے کے لئے بھی مسلمانوں کی طرف سے مخالفانہ نہیں بلکہ ہمدردانہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ آپ اگر اپنے پرچے میں ایسے لوگوں کو دعوت اسلام دینے کے لئے باقاعدہ سلسلہ جاری فرمائیں تو انشاء اللہ موجب اجر بھی ہوگا اور مفید بھی، اس سلسلے میں طنز وتعریض کے بجائے نرمی وہمدردی پر مشتمل اسلوب اختیار کرنا زیادہ مفید ہوگا۔

میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نئے پرچے کو دین کی تبلیغ کے مقصد میں کامیابی عطا فرمائیں۔ اس کے کارکنان کو صدق اخلاق کی دولت سے مالا مال فرمائیں اور اس کے ذریعے خدمت دین کا کام لیں۔ آمین۔"

والسلام احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

(خادم طلبا دارالعلوم کراچی)

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جہاں ہم اس رسالہ کی مسلسل اشاعت کے ۳۱ سال مکمل ہونے پر بارگاہ ایزدی میں سجدۂ شکر بجالاتے ہیں، وہاں ہم یہ بھی عہد کرتے ہیں کہ اپنے اکابر اور بزرگوں کے ان راہنما اصولوں پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد ونصرت فرمائیں اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہماری اس ادنیٰ کوشش وکاوش کو قبول فرمائیں۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

قتل ناحق... ایک بدترین جرم

مولانا اعجاز اعظمی

قتل ناحق پر سلب ایمان کا خطرہ

اس گناہ کی نحوست اس درجہ شدید ہے کہ ایمان جیسی متاعِ گرانمایہ کے چھن جانے کا اس کی بنا پر خطرہ لاحق ہوتا ہے، بلکہ ایسا واقعہ ہو بھی چکا ہے، ایسے گناہ گار کو زمین نے قبول کرنے سے انکار کردیا ہے۔ علامہ ابن جریر طبریؒ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عمرؓ کی زبانی ایک بہت ہی عبرت خیز اور سبق آموز واقعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سریہ میں معلم بن جثامہ نامی شخص کو بھیجا، اسے کہیں راستے میں عامر بن اضبط نامی آدمی ملا، عامر نے مسلمانوں کے طریقہ پر سلام کیا (جو اس کے مسلمان ہونے کی دلیل تھی) ان دونوں کے درمیان زمانہ جاہلیت میں کچھ دشمنی رہ چکی تھی، آج معلم کو موقع مل گیا، اس نے تیر کا نشانہ اس پر لگادیا اور عامر کی موت واقع ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی (آپ سخت رنجیدہ ہوئے) معلم آپ کی خدمت میں دو چادروں میں لپٹا ہوا آیا اور آپ کے حضور بیٹھ کر استغفار کی درخواست کی، آپ نے ارشاد فرمایا: خدا تمہاری مغفرت نہ فرمائے'' معلم وہاں سے اُٹھ کر روتا ہوا چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد مرگیا، جب اسے دفن کیا گیا تو زمین نے اُسے اُگل دیا، لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا تو آپؐ نے فرمایا:

''زمین تو اس سے بدتر لوگوں کو قبول کرلیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ اس شخص کو تمہارے لئے عبرت و نصیحت کا سامان بنادیں۔'' پھر لوگوں نے اسے ایک پہاڑی پر پھینک دیا اور اس پر کنکر اور پتھر ڈال دیئے۔'' یہ حشر ہے قتل ناحق کا کہ نہ نبی کا استغفار حاصل ہوا اور نہ زمین نے قبول کیا، بلکہ الٹا یہ ہوا کہ نبی کی بددعا لگی اور عالم میں رسوا ہوا۔

کلمہ نصیب نہیں ہوا

امام بیہقیؒ نے محمد بن عجلان سے نقل کیا ہے کہ:

''ایک مرتبہ میرا قیام اسکندریہ میں تھا، ایک شخص جس سے بڑھ کر متقی اور خدا ترس آدمی ہماری نگاہ میں دوسرا کوئی نہ تھا، جب وہ مرنے لگا تو ہم نے اسے حسب دستور کلمہ توحید کی تلقین شروع کی، لیکن عجب تماشا تھا کہ جب اس سے سبحان اللہ، الحمد للہ کہا جاتا تو وہ زبان سے یہ کلمات ادا کرتا، لیکن جب ہم ''لا الٰہ الا اللہ'' پر پہنچتے تو اس کے کہنے سے وہ انکار کردیتا، ہم نے اس سے کہا کہ تم سے بڑا متقی ہم خدا کے بندوں میں کسی دوسرے کو نہیں سمجھتے؟ پھر کیا بات ہے کہ تم ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنے پر قادر نہیں ہو؟ اس نے نہایت حسرت ناک جواب دیا کہ کہنا چاہتا ہوں مگر میرے اور اس کے درمیان سخت حجاب حائل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اپنی جوانی میں ایک خون کیا تھا۔''

قتل ناحق کفر کے ہم پایہ ہے

قتل ناحق جو بالقصد کیا گیا ہو قرآن کریم نے اس کی جو سزا مقرر کی ہے وہ کفر کی سزا کے ہم پایہ ہے، کون نہیں جانتا کہ کفر و شرک آدمی کو ہمیشہ کے لئے جہنم کے گڑھے میں گرادیتا ہے۔ قرآن کریم اعلان کرتا ہے کہ مسلمان کا قتل ناحق جو عمداً کیا گیا ہو اس کی بھی سزا یہی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو اس کی سزا جہنم ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ غضبناک ہوا اور اس پر لعنت بھیجی اور اس کے لئے سخت ترین عذاب مقرر کیا۔''

مذکورہ آیت کا ایک ایک لفظ اس جرم عظیم پر خدا تعالیٰ کے قہر و غضب کی شدت کو ظاہر کررہا ہے، یہ آیت اپنے ظاہری معنی کے لحاظ سے اس باب میں قول فیصل ہے کہ قتل ناحق کا مرتکب اپنی سزا کے اعتبار سے کفار ہی کے زمرے میں ہے، نہ کبھی اس پر بخشش کا دروازہ کھلے گا، نہ خدا کا غضب اس پر سے ہٹے گا اور نہ وہ لعنت سے کبھی چھٹکارا پائے گا، ہمیشہ کے لئے عذاب عظیم میں گرفتار رہے گا، بعض صحابہ کرامؓ اسی مطلب کو آیت کی مراد متعین کرتے ہیں، وہ اس میں کوئی تاویل و توجیہ پسند نہیں کرتے، تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا خیال یہی تھا کہ قاتل مومن کی بخشش نہیں ہوسکتی اور نہ

اس کی توبہ قبول ہوگی۔ امام نسائی اور ابن ماجہؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بارے میں نقل کیا ہے:

"ان کے پاس ایک شخص نے آ کر سوال کیا کہ ایک آدمی نے دوسرے کو عمداً قتل کر دیا، اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں، آپؓ نے قرآن مجید کا یہ حکم سنایا: "اس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

پھر آپؓ نے فرمایا کہ یہ آیت ان آیات میں سے ہے جن کا نزول عہد رسالت کے آخری دور میں ہوا ہے، اس آیت کو منسوخ کرنے والا کوئی دوسرا حکم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک نازل نہیں ہوا اور آپ کے بعد تو وحی کے اترنے کا سوال ہی نہیں، پوچھنے والے نے پھر عرض کیا کہ حضرت! یہ بتائیے کہ اگر وہ توبہ کرلے اور ایمان قبول کرکے عمل صالح کرے اور سیدھی راہ پر قائم رہے جب بھی؟ آپؓ نے فرمایا: اس کے واسطے توبہ کہاں؟ میں نے خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اس کو اس کی ماں روئے، ایک دوسرے کو بالقصد قتل کیا وہ مقتول اپنے قاتل کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اس طرح لائے گا کہ اس کا اپنا سر دوسرے ہاتھ میں ہوگا اور اس کی رگوں سے خون اچھل رہا ہوگا، عرش کے پاس جا کر عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اس سے پوچھئے کہ کس جرم میں اس نے مجھے قتل کیا تھا؟"

بعض لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے فتویٰ پر سورۂ فرقان کی مندرجہ ذیل آیت سے اشکال کیا کہ قاتل کے لئے توبہ کی گنجائش ہے۔

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ دوسرے حاکم کو اور نہیں خون کرتے جان کا جو اللہ نے منع کر دی ہے مگر جہاں چاہئے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ جا پڑا گناہ میں، ہوگا اس کو عذاب قیامت کے دن اور پڑا رہے گا اس میں خوار ہو کر مگر جس نے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھ نیک کام سو ان کو بدل دے گا اللہ برائیوں کی جگہ بھلائیاں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔"

اس کا جواب حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے: "جب آدمی حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا تو اسے احکام شرع اور امر کا علم حاصل ہوگا، پھر اس نے کسی مومن کو عمداً قتل کیا تو اس کی سزا جہنم ہے، اس کے حق میں توبہ نہیں۔"

اور رہی سورۂ فرقان کی آیت تو اس کے متعلق آپ نے فرمایا: "جب آیت کا ابتدائی حصہ نازل ہوا تو مشرکین مکہ نے کہا کہ ہم نے تو شرک بھی کیا، قتل ناحق بھی کیا اور فواحش کا بھی ارتکاب کیا، اب اسلام لانے سے ہمارا کیا نفع؟ (ہمیں تو جہنم ہی میں رہنا ہوگا) اس پر "الا من تاب و آمن" والی آیت نازل ہوئی تو یہ ان مشرکین کے لئے ہے۔"

قتل ناحق بمنزلہ ارتداد ہے

مطلب یہ ہے کہ کفر کی حالت میں کافر سے جو بداعمالیاں ہوئی ہیں، اسلام لانے کے بعد وہ صاف ہوجاتی ہیں، لیکن مسلمان ہو گیا شریعت کے احکام معلوم کرکے ان کی پابندی کا اقرار کرلیا، اس کے لئے قتل ناحق کا ارتکاب بغاوت وارتداد کا ہم معنی ہے اور ارتداد کا جرم اصل کفر وشرک سے زیادہ شدید ہے، سب جانتے ہیں اگر کوئی شخص ابتداً سے کفر وشرک کی تاریکی میں پھنسا ہوا ہے تو محض اپنے کفر وشرک کی بنا پر دنیا میں قتل کا مستحق نہیں ہے لیکن مسلمان ہوجانے کے بعد اگر کفر میں جا پڑا تو محض اتنے ہی سے وہ واجب القتل ہوجاتا ہے تو معلوم ہوا کہ بغاوت و ارتداد کا جرم اصل کفر کے مقابلے میں زیادہ سنگین ہے، نیز یہ کہ قتل ناحق بمنزلہ ارتداد کے ہے، ہم پہلے ایک حدیث نقل کر آئے ہیں، جس میں پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہوجانا کہ بعض بعض کی گردنیں مارنے لگ جائیں۔"

یہی روایت ایک لفظ کی تبدیلی کے ساتھ بھی منقول ہے یعنی ضلالاً کے بجائے کفاراً کا لفظ آیا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ میرے بعد پلٹ کر کافر نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو، اس سے بہرحال اس کا اشارہ ضرور ملتا ہے کہ قتل ناحق یا تو کفر ہی ہے یا کفر کے برابر ہے اور ہر دو صورت میں اس کی سزا ادائی ہونی چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا فتویٰ

صاحب درمنثور نے سعید بن منصور کے حوالے سے سعید بن مینا کی زبانی ایک روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

"میرے ایک دوست اور ایک تاجر کے درمیان آپس میں کچھ نزاع تھی، تو تو، میں میں ہورہی تھی، میرے ساتھی کو غصہ آیا اس نے ایک کرسی کھینچ کر تاجر کے سر پر دے ماری، وہ وہیں ختم ہو گیا، میرے دوست کو بہت ندامت لاحق ہوئی، اس نے ارادہ کیا کہ اپنا سارا مال صدقہ کرکے جہاد کے لئے خود کو وقف کردے، میں نے اسے سمجھایا کہ ابھی ٹھہرو، ہم لوگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوں اور ان سے توبہ کی بابت دریافت کریں، چنانچہ ہم دونوں ان کے پاس حاضر ہوئے، میں نے سارا واقعہ نقل کیا اور دریافت کیا: کیا اس کے حق میں توبہ کی گنجائش ہے؟ حضرت نے فرمایا: جاؤ کھاؤ پیو، فوراً میرے پاس سے چلے جاؤ، میں نے

عرض کیا: حضرت! یہ کہتا ہے کہ میں نے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا، فرمایا کہ جھوٹ بولتا ہے، قصداً ایک شخص لکڑی اٹھا کر مسلمان کے سر پر مارتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں نے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا، جھوٹ بولتا ہے، جاؤ کھاؤ پیئو، جتنا تم سے ہو سکے، مگر میرے پاس سے بھاگ جاؤ، آپ بس یہی فرماتے رہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا، پھر ہم چلے آئے۔"

ایک اور روایت ہے:

امام نسائیؒ نے حضرت امیر معاویہؓ کی روایت سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے:

"ہر گناہ امید ہے کہ خدا تعالیٰ معاف فرما دیں گے، بجز اس کے کہ آدمی کی موت کفر پر آئے یا کسی مومن کو ناحق عمداً قتل کر دے۔"

در منثور میں حضرت بصریؒ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے، فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مومن کے قاتل کے بارے میں حق تعالیٰ سے توبہ کی درخواست کی مگر حق سبحانہ نے مجھ سے انکار کر دیا۔"

قتل مومن میں اعانت

قتل تو بہت بُری چیز ہے ہی روایات میں تو اس سے بڑھ کر بات آئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"اگر کسی شخص نے کسی مومن کے قتل کے سلسلے میں ایک کلمہ کہہ کر بھی مدد کی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا کہ یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔"

اور یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ رحمت الٰہی سے مایوس بجز کافر کے اور کون ہوتا ہے؟ سورۂ یوسف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"خدا کی نشانیوں کے اور اس سے ملاقات کے منکر ہی وہ لوگ ہیں جو میری رحمت سے ناامید ہیں اور ان ہی کے لئے بدترین عذاب ہے۔"

ان روایات کا حاصل یہ ہے کہ قتل ناحق کا مرتکب یا تو دائرہ کفر کے اندر داخل ہے یا یہ کہ اس کا گناہ کفر تو نہیں ہے مگر کفر کے برابر ہے اور اس کا انجام جو کچھ ہے ظاہر ہے کہ جہنم سے چھٹکارا بھی نصیب نہ ہو۔

☆☆..........☆☆

نوجوان اپنی توانائیاں انٹرنیٹ، موبائل اور دیگر فضولیات کی بجائے تحفظ ناموس رسالت کے لئے وقف کریں

مولانا شجاع آبادی کی سرگودھا میں تشریف آوری

سرگودھا.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۱۰ نومبر شام سرگودھا تشریف لائے۔ جہاں آپ نے نیو سیٹلائٹ ٹاؤن میں شبان ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ تربیتی کنونشن سے خطاب کیا، جس کی صدارت و نقابت کے فرائض مولانا نور محمد ہزاروی نے سرانجام دیے، جبکہ مہمان خصوصی مجلس کے مرکزی راہنما مولانا محمد اکرم طوفانی تھے۔ کنونشن کا انتظام مقامی میرج ہال میں کیا گیا تھا۔ کنونشن میں شہر بھر کے علماء کرام، مشائخ عظام نے شرکت کی اور خطاب کیا۔ مولانا نے نوجوانوں سے کہا کہ وہ اپنی جوانیاں توانائیاں انٹرنیٹ، موبائل، فضولیات کے بجائے ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ مولانا طوفانی خوش نصیب عالم دین ہیں، جنہوں نے اپنے جانشین تیار کر لئے ہیں۔ انہوں نے شبان ختم نبوت کو اجتماع منعقد کرنے اور سرگودھا میں قادیانیت کے لئے بھرپور تعاقب میں انہیں مبارکباد پیش کی۔ کنونشن مفتی شفقت علی کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔ یکم دسمبر صبح کی نماز کے بعد آپ نے مولانا اسامہ رضوان سے ملاقات کی اور ان کے والد محترم کی وفات پر تعزیت کی۔ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

حیات النبی ﷺ اور ختم نبوت لازم و ملزوم ہیں: مولانا شجاع آبادی

پیلو وینس اور خوشاب کا تین روزہ دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد ختم نبوت میں منعقدہ ایک تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے مولانا شجاع آبادی نے نوجوانوں پر زور دیا کہ قادیانیت کے دجل و فریب کا مقابلہ کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ یکم دسمبر کو یہ نشست گیارہ سے بارہ بجے تک منعقد ہوئی۔ یکم دسمبر بعد نماز عشاء، مولانا شجاع آبادی نے جامع مسجد صدیق اکبر میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حیات النبیؐ اور ختم نبوت لازم و ملزوم ہیں۔ ۲ دسمبر کو دس سے گیارہ بجے تک جامع مسجد ختم نبوت پیلو وینس میں تربیتی نشست سے خطاب کیا اور قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے والوں کو مبارکباد پیش کی اور ان کی استقامت کی دعا کی۔ پروگرام کا انتظام بھائی عبدالرزاق نے کیا۔ ۲ دسمبر بعد نماز ظہر مدرسہ تعلیم القرآن روڈہ میں حافظ دلاور حسین کی دعوت پر تشریف لے گئے اور آدھ گھنٹہ خطاب کیا۔ ۲ دسمبر بعد نماز عصر جامعہ عبداللہ بن مسعود بڈالی میں خطاب کیا۔ ۳ دسمبر جامعہ علوم شرعیہ جوہرآباد میں سینکڑوں طلباء و علماء کرام سے خطاب کیا اور انہیں قادیانیت کے دجل و فریب سے آگاہ کیا۔ ۳ دسمبر بعد نماز مغرب جامع مسجد فاروقیہ خوشاب میں جلسہ ختم نبوت سے خطاب کیا۔

انسان کون ہے؟

منور راجپوت

دو روز قبل دنیا بھر میں انسانی حقوق کا دن منایا گیا، حکومتی سربراہان نے خصوصی پیغامات جاری کئے، ریلیاں نکلیں، جلسے ہوئے، مظاہرے کئے گئے، ہم بھی حقوق کے حوالے سے کچھ لکھنا چاہ رہے تھے مگر غور کیا تو پتا چلا کہ دنیا تو ابھی تک ''انسان'' کی تعریف پر بھی متفق نہیں ہوئی ہے، حقوق کا کیا رونا، ہر شخص، گروہ اور ملک ''انسان'' کا اپنا الگ تصور رکھتا ہے، مثلاً کلاس میں استاد بعض بچوں کو ''انسان'' سمجھتا ہے اور بہت سوں کو گدھے کا بچہ یا الو کا پٹھا، حکمران طبقے کی ذہنیت کا پوسٹ مارٹم کریں تو راز کھلے گا اس کے نزدیک تو عوام بھینس ہیں، اسی لئے انہیں اِدھر اُدھر ہانکتا رہتا ہے، یہ الگ بات ہے جب ان کے مطلب کا وقت آتا ہے تو گدھے کو باپ اور باپ کو گدھا بنانے میں دیر نہیں لگاتے۔

ایک بادشاہ نے وزیر کو کہا یہ بتاؤ دنیا میں سب سے میٹھی چیز کیا ہے؟ درست جواب دیا تو آدھی بادشاہت دے دوں گا، ورنہ زندگی جیل میں گزارنا پڑے گی، بے چارہ وزیر کو تو جان کے لالے پڑ گئے، اِدھر بھاگ، اُدھر بھاگ، مگر کوئی تسلی بخش جواب نہ بن پڑا۔ ایک روز چلتے چلتے ایک کسان سے پوچھ بیٹھا: بابا! دنیا میں سب سے میٹھی چیز کیا ہے؟ مگر مجھے کاٹے گا؟ وزیر نے کچھ پیسوں کی آفر کی، اس کی ڈیمانڈ بڑھتی رہی، تنگ آکر وزیر جانے لگا تو کسان نے پیچھے سے آواز لگائی: جا تو رہے ہو، مگر آدھی بادشاہت کا کیا بنے گا؟ وزیر پھر لوٹا، اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا آیا اور کسان کے قریب رکھے پیالے میں سے کچھ دودھ پی کر چلتا بنا، بوڑھے کسان نے کہا: اگر تم یہ دودھ پی لو تو تمہارے سوال کا جواب دے دوں گا۔ وزیر کو گھن آرہی تھی مگر آدھی بادشاہت کے لالچ میں آنکھیں بند کرکے ایک ہی سانس میں غٹا غٹ سارا دودھ پی گیا۔ کسان نے کہا: ''غرض'' دنیا کی سب سے میٹھی چیز ہے، انسان اس کے لئے ذلیل سے ذلیل کام بھی کر گزرتا ہے۔ چند ہفتوں بعد انتخابی گہما گہمی شروع ہوگی تو آپ دیکھیں گے یہ ''غرض'' کے بندے ووٹ لینے کے لئے کس حد تک گر جائیں گے۔ پیپلز پارٹی کے مرحوم رکن اسمبلی کے بارے میں مشہور ہے انہوں نے ایک انتخابی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''مجھے ووٹ دو، جیت کر مردوں اور عورتوں کے الگ الگ میٹرنٹی ہوم بنوا دوں گا۔''

بات کسی اور طرف نکل رہی ہے، عرض یہ کرنا تھا کہ ''انسان'' کون ہے اور کون نہیں ہے؟ اس کے بارے میں مختلف آرا پائی جاتی ہیں۔ ہم ہر آدمی کو ''انسان'' سمجھتے ہیں مگر غالب کہتے ہیں: ''آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا'' یہ کیا چکر ہے، کسی استاد شاعر سے پوچھنا پڑے گا۔ پاکستان میں بم دھماکوں اور ٹارگٹ کلنگ کے واقعات میں بیسیوں لوگ مارے جاتے ہیں، حکومت بعض اوقات متاثرین کے ورثا کو معاوضہ بھی ادا کرتی ہے، مگر یہ پیسے صرف ''انسانوں'' کے بدلے میں دیئے جاتے ہیں اور ''انسان'' صرف

سیکورٹی اہلکار یا حکمران اتحاد میں شامل جماعتوں کے کارکن ہی ہوتے ہیں۔ باقی مرنے والے تو ''کیڑے مکوڑے'' تھے جو رزق خاک ہوگئے۔

لاپتا افراد کے لئے بھی ہمارا میڈیا اور سول سوسائٹی بہت بے چین رہتی ہے، لیکن وہ بھی صرف لاپتا بلوچوں کے بارے میں بات کرتے ہیں، دیگر غائب ہونے والے سینکڑوں لوگ ان کے نزدیک ''انسان'' کی تعریف پر پورا نہیں اترتے۔ کیا یہ المیہ نہیں؟ سرکاری اہلکاروں اور دیگر ''انسانوں'' کے بم دھماکوں میں مارے جانے پر تو خوب رویا پیٹا جاتا ہے مگر ڈرون حملوں، جیٹ طیاروں کی بمباری، مارٹر گولوں اور آپریشن کلین اپ میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے والے بچوں، خواتین اور بوڑھوں کو انسانیت کے دائرے سے خارج سمجھا جاتا ہے۔

ملالہ ''انسان'' ہے مگر لال مسجد کی طالبات ''بھیڑ بکریاں'' تھیں۔ روز لوگ اغواء ہوتے ہیں مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، جب چند ہندو ''انسان'' اغوا ہوئے تو پوری حکومتی مشینری حرکت میں آگئی۔ سچ پوچھئے تو بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ ملک میں صرف اقلیتیں ہی ''انسان'' ہیں۔ ابھی چند روز قبل قادیانیوں کی یورپی پارلیمنٹ میں اعلیٰ حکام سے اہم ملاقات ہوئی، اس سے ایک روز قبل لاہور کے قادیانی قبرستان میں پراسرار طور پر ۱۵۰ قبروں کی توڑ پھوڑ کی گئی، معاملہ حسب معمول مولویوں کے کھاتے میں ڈال دیا گیا، کسی اللہ کے بندے نے واقعے کی اس ملاقات کے حوالے سے تجزیہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس سے بڑا دوہرا معیار کیا ہوسکتا ہے کہ ایک ایسا شخص جس کے باپ کا بھی پتا نہ ہو، اٹھ کر شان رسالت پر بھونک پڑتا ہے، چونکہ وہ شرپسند ''انسان'' ہے، اس لئے پورا مغرب اس کی پشت پر کھڑا ہو جاتا ہے، جبکہ ڈیڑھ ارب سے زائد لوگ انسان نہیں، اسی

لئے ان کے احتجاج کو یکسر مسترد کر دیا جاتا ہے۔

یورپ اور امریکا میں ''انسان'' صرف اس کو سمجھا جاتا ہے، جو ان کے ذربے میں ہو۔ برما میں ہزاروں افراد کو زندہ جلا دیا گیا، مگر کوئی نہیں بولا۔ کشمیر اور فلسطین میں ''انسان'' نہیں بستے، اس لئے ان کے کیسے حقوق؟ ہاں! انسان تو جنوبی سوڈان اور مشرقی تیمور کے عیسائی تھے۔ پورا مغرب ان کے ساتھ کھڑا تھا۔ ڈالروں اور یورو سے ان کے صندوق بھر دیئے گئے، جدید ترین اسلحہ سے انہیں لیس کر دیا گیا اور بالآخر مسلم ممالک سے دو عیسائی ریاستوں نے جنم لے لیا۔

بچوں اور خواتین کے حقوق کا بھی بڑا شور مچایا ہوا ہے۔ یہاں بھی منافقت دیکھئے امریکی فوج نے ۲۰۰ افغان بچوں کو قید میں رکھنے کا اعتراف کیا ہے، کیوں؟ ترجمان کے مطابق یہ بچے دہشت گرد بن سکتے ہیں، گویا مسلمان اور افغان ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ بچے ''انسان'' نہیں ہیں۔ انسانی حقوق کے علمبردار کہتے ہیں ہر شخص کو اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ہے، یورپ کے کتنے ہی ایسے ملک ہیں جہاں عورتوں کو کپڑے اتارنے کی تو آزادی ہے مگر نقاب لینا جرم ہے۔ یعنی عریاں عورت ''انسان'' اور باپردہ خاتون ''حیوان'' ٹھہری۔

مغرب کی منافقت کی کہانی بہت طویل ہے، کیا لکھا کیا چھوڑا جائے، مغرب میں جو حقوق کتوں کو حاصل ہیں اگر اس کا نصف بھی دوسری اقوام کو دے دیا جائے تو یقیناً کل کی دنیا آج کی دنیا سے صرف بہتر نہیں بہت بہتر ہوگی۔ کیا مغرب مسلمانوں کو بھی انسان کی تعریف میں شامل کرنے پر آمادہ ہے؟ شاید صدیوں پرانا بغض اسے ایسا نہ کرنے دے۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۲ دسمبر ۲۰۱۲ء)

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کے والد محترم جناب الحاج منشی غلام مصطفیٰ صاحب زندگی کی ۸۷ بہاریں گزار کر ۲۹ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۲۰۱۲ء، جمعرات اور جمعہ کی شب کو اپنے آبائی وطن لودھراں شہر میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کچھ عرصہ سے صاحب فراش تھے۔ علاج معالجہ جاری تھا مگر وقت موعود آن پہنچا تو آل واولاد اور عزیز واقارب کو خیرباد کہہ کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر کے راہی آخرت ہو گئے۔

موصوف کو حق تعالیٰ شانہ نے دین اسلام کی محبت سے سرشار کیا تھا۔ چنانچہ خود بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور اپنی اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کے لئے فکر مند رہتے تھے۔ اسی کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولاد کو بزرگوں سے جوڑ دیا۔ حافظ، قاری، عالم اور مفتی بنا کر آخرت کے لئے صدقہ جاریہ کا سامان کر دیا۔ آپ کے ایک صاحبزادے مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ صاحب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کی شاخ جامع مسجد اقصیٰ شاہ لطیف ٹاؤن کے نگراں ہیں۔ ایک صاحبزادی بھی ماشاء اللہ عالمہ ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ نے بعد نماز جمعہ مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی، جس میں مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا مفتی ظفر اقبال، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد سے مولانا زبیر احمد صدیقی مع رفقا، جامعہ مدنیہ بہاولپور کے شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا عبدالصمد، جلال پور سے قاری فاروق احمد، حاجی علی محمد صاحب، مقامی علماء کرام مولانا محمد میاں، مولانا اللہ بخش کے علاوہ دیگر علماء وطلبا، تاجر برادری، شہر کے مضافاتی علاقوں کے متعلقین اور اہل محلہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ اپنی رضا ورضوان کا معاملہ فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ حضرت مولانا مدظلہ کے والد ماجد کے ایصال ثواب میں دریغ نہ فرمائیں۔

مولانا ظہور احمد سالک حق گو اور بہادر عالم دین: مولانا شجاع آبادی

جھنگ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ مولانا ظہور احمد سالک حق گو اور بہادر عالم دین تھے، محکمہ اوقاف میں سرکاری ملازم ہونے کے باوجود انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جھنگ میں امارت سنبھالے رکھی۔ وہ یہاں جامع مسجد قاضیاں میں ۳۰ نومبر کو جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرما رہے تھے۔ جہاں مولانا ظہور احمد سالک ۳۷ سال تک جمعۃ المبارک کا خطبہ نمازوں کی امامت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ مولانا سالک مرحوم سے ۱۹۷۲ء سے تعلق چلا آرہا ہے۔ مولانا مرحوم جامعہ خیر المدارس ملتان میں دورۂ حدیث شریف کے طالب علم تھے اور میں جلالین شریف کے درجہ میں پڑھتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ انشاء اللہ العزیز تعلق تادم زیست جاری رہے گا۔ انہوں نے مولانا سالک مرحوم کے پسماندگان اور فرزندان گرامی سے تعزیت کا اظہار کیا۔ مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

حضرت مولانا محمد حسن عباسی کی رحلت!

پروفیسر مفتی حفیظ الرحمن، ٹنڈو آدم

قطب وقت، مرشد العلماء والصلحاء حضرت اقدس مولانا محمد حسن عباسیؒ.... خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا حماد اللہ ہالیجوی نور اللہ مرقدہ و حضرت اقدس امام الاولیاء مولانا احمد علی لاہوریؒ... بروز منگل ۲۶ر محرم الحرام ۱۴۳۴ھ بمطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء، ۹۱ برس کی عمر میں اولاد و خدام کو غم فراق دیکر مولی سے وصال فرمایا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ رجب المرجب ۱۹۲۱ء میں حاجی محمد ہاشم کے گھر گوٹھ راضی کلہوڑو تعلقہ کنڈیارو ضلع نوشہرو فیروز میں پیدا ہوئے۔ قرآن کریم کی تعلیم خلیفہ غلام محمد کنڈا شریف سے حاصل فرمائی۔ ۱۳۵۴ھ میں پرائمری تعلیم کے بعد مورو کے قریب مدرسہ مفتاح العلوم کے بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد کامل مہاجر مدنی کی خدمت میں حاضر ہوئے، مولانا محمد کامل کے فرزند مولانا محمد عابد مدینہ منورہ مسجد قبا کے خطیب اور حرم نبوی کے مدرس ہیں بعد میں مدرسہ انوار العلوم کنڈیارو حضرت اقدس مولانا عبدالعزیز فاضل دار العلوم دیوبند وخلیفہ مجاز حضرت سائیں حماد اللہ ہالیجوی سے تکمیل حدیث فرمائی، حضرت لاہوریؒ کے مبارک ہاتھوں سے عظیم الشان جلسے کے موقع پر ۱۱ر رجب ۱۳۷۰ھ میں دستار بندی ہوئی، حضرت مولانا محمد انس محراب پور، مولانا نیک محمد مورو، مولانا ابوبکر تھرپچانی، آپ کے رفقاء وہم سبق تھے، بیعت اول قطب الاقطاب مرشد الموحدین حضرت حماد اللہ ہالیجوی سے ۱۳۶۱ھ میں ہوئی، بیعت ثانی ۱۳۷۱ھ میں امام الاولیاء حضرت لاہوریؒ سے کی، فرمایا کہ حضرت لاہوریؒ شاہ پور چاکر میں تشریف لائے بیعت کی درخواست کی تو فرمایا کہ پہلے کس سے بیعت ہو؟ عرض کیا کہ حضرت ہالیجوی سے بیعت ہوں۔ حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ ایک ہی بات ہے ہم لاہور سے دوستوں کو واپس کرتے ہیں ہمیں دوستوں کا احترام ہے، میں نے عرض کیا کہ حضرت توجہ فرما کر دیکھیں دل میں پورا احترام ہے کوئی کمی نہیں، حضرت نے فرمایا: ”دوسری بیعت کیوں چاہتے ہو؟ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے ”خدام الدین“ میں آپ کا مضمون پڑھا ہے کہ میں کاسہ گدائی لے کر کبھی امروٹ شریف تو کبھی دین پور جاتا تھا کہ اپنے مربیوں سے کچھ حاصل ہو، اس لئے میں بھی آپ کی سنت ادا کرنا چاہتا ہوں، حضرت مسکرائے اور پھر تھرپچانی کے سفر میں بیعت فرمائی۔“

حضرت اقدس نے فرمایا کہ ۱۹۵۶ء کو حج پر گیا روضہ اقدس کے سامنے کچھ پڑھ رہا تھا تو مراقبہ میں دیکھتا ہوں کہ نہ مسجد نبوی ہے نہ ہی روضۂ اقدس ہے آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے، مجھے ساتھ لیکر گئے روضہ اقدس کی جگہ ایک صاحب نماز پڑھ رہے ہیں خلیفہ اولؓ وثانیؓ بھی تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاؤں دباؤ، میں آپ کے پاؤں مبارک بھی دبا رہا تھا اور رو بھی رہا تھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے وضو کرواؤ، میں نے وضو کروایا، بچا ہوا پانی پی لیا، سورج کی تپش ہے کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے خلیفہ اولؓ نے فرمایا کہ اس کو (یعنی محمد حسن) آگے کرتے ہیں کہ مسجد بنائے خلیفہ ثانیؓ نے فرمایا کہ یہ نماز پڑھ رہے ہیں، ان سے پوچھتے ہیں وہ صاحب نماز سے فارغ ہوئے تو خلیفہ ثانیؓ نے پوچھا کہ عثمانؓ تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ان کو آگے کریں ہم سب اس کی مدد کریں گے اتنے میں آنکھ کھل گئی، حضرت لاہوریؒ تشریف لائے ہوئے تھے، انہیں خواب سنایا تو فرمایا کہ تمہارا مدینہ منورہ میں قیام کا ارادہ لگتا ہے؟ تمہارے پیچھے گمراہی پھیل جائے گی، مسجدیں ویران ہوجائیں گی، اس کے بعد واپس آ کر یہ جگہ خریدی اللہ تعالی نے اس جگہ کو آباد فرمایا۔

۱۹۶۱ء جون میں حضرت لاہوریؒ تشریف لائے اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا، حضرت امروٹی کی نسبت سے مسجد کا نام ”تاج المساجد“ رکھا اور حضرت کے استاذ الحدیث اور حضرت لاہوریؒ و حضرت ہالیجویؒ کے بعد حضرت کے مرشد ثالث حضرت مولانا عبدالعزیز کی نسبت سے مدرسہ کا نام مفتاح العلوم عزیزیہ رکھا۔

حضرت جامع وہمہ شخصیت کے مالک تھے، راقم الحروف کو ۱۹۸۷ء سے حضرت اقدس کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل ہے مجلس تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی سفر کے دوران شاہ پور چاکر ہر سال حضرتؒ کی خدمت میں حاضری ہوتی تھی اس زمانے میں ۵۰ روپے مرکزی فنڈ میں عنایت فرماتے۔ ختم نبوت دفتر کا بورڈ اپنے کمرے میں آویزاں فرمایا اور

فرمایا کہ آخرت کی نجات اور شفاعت محمدی کے لئے بورڈ لگایا ہے۔

فرمایا کہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے پوری رات پاؤں دباتا رہا، شاہ صاحبؒ نے فرمایا: مولوی تھکتے نہیں؟ عرض کی کہ حضرت یہ خدمت کی سعادت حاصل ہوئی ہے کیسے نیند آئے گی؟ حضرت شاہ صاحب نے پیشانی پر بوسہ دیا اور دعا فرمائی۔

ایک موقع پر فرمایا کہ میری جماعت جمعیت علماء اسلام ہے میرا مرنا جینا اسی جماعت کے ساتھ ہے اگر کسی کو کوئی اشکال ہے تو بیٹھ کے جماعت میں ہی حل کرے جماعت کو نہ چھوڑے۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمان پر مکمل اعتماد اور تعریفی کلمات ادا فرماتے تھے، وصیت فرمائی کہ مجھے جمعیت علماء اسلام کے جھنڈے پرچم نبوی میں کفن دیا جائے۔

حضرت اقدس کی خدمت میں علماء کا بہت بڑا طبقہ فیض یاب ہونے آتا تھا، ہر مہینے کی چاندکی دوسری شب جمعہ میں بعد نماز مغرب قادری طریقے کے مطابق ذکر، آیت کریمہ کا ورد اور حالت صحت میں بیان، بعد نماز عشاء سالکین کے اسباق اور طالبین کو بیعت فرماتے تھے، کئی سالوں سے بستر علالت پر ہونے کے باوجود کوئی آدمی کسی وقت بھی محروم نہیں رہا، ہر ایک اپنے حال اور استطاعت کے مطابق فیض حاصل کرتا رہا، اور قلبی سکون حاصل کرتا رہا، وفات حسرت آیات سے قریباً آٹھ دن پہلے رات کو بستر سے اٹھتے وقت ٹانگ میں تکلیف ہوئی، اسپتال میں داخل ہوئے، رپورٹ میں کوئی قابل تشویش بات سامنے نہ آئی، ڈاکٹروں کے مطابق ٹانگ میں زخم ہے، بغیر آپریشن کے ٹھیک ہو جائے گا، علاج جاری تھا کہ پھیپھڑوں کی تکلیف کی وجہ سے فیصل میڈیکل سینٹر سے نوابشاہ سول ہسپتال آئی سی یو میں داخل ہوئے، حالت نسبتاً بہتر ہوئی مگر منگل ۲۶ محرم الحرام کو صبح دس بجے ڈاکٹروں نے مایوسی ظاہر کی، خدام درود اور کلمہ کے ورد میں مشغول ہو گئے آکسیجن میں ہوتے ہوئے، حضرت کا کلمہ طیبہ کا ورد جاری تھا، خاص طور پر اسم محمد ﷺ کو ادا کرتے وقت لب کو لب چوم رہے تھے، حضرت کے صاحبزادے اور دوسرے خدام آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، اسی حالت میں وصال حقیقی حاصل ہوا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

دوسرے دن صبح نو بجے جنازے کا اعلان ہوا

آپؒ نے ختم نبوت دفتر کا بورڈ اپنے کمرے میں آویزاں کر رکھا تھا، فرماتے تھے کہ آخرت کی نجات اور شفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بورڈ لگایا ہے۔

پورے پاکستان سے منجانب اللہ منتخب بندے حاضر ہوئے کچھ جنازے میت کی مغفرت کے لئے ہوتے ہیں اور کچھ شرکت کرنے والوں کی مغفرت کا سبب بنتے ہیں یقیناً یہ جنازہ تمام شرکاء کی مغفرت کا سبب تھا، حضرت اقدس کی وصیت کے مطابق جسد اطہر کو پرچم نبوی سے ڈھانپ لیا گیا۔ حضرت کی خواہش کے مطابق ٹنڈوآدم کی معروف بزرگ شخصیت اور حضرت والا کے صاحبزادگان کے استاد حضرت مولانا مفتی عبدالحئی صاحب بروہی، شیخ الحدیث مدینۃ العلوم ٹنڈوآدم نے سسکیوں کے ساتھ جنازہ پڑھایا۔

حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی دامت برکاتہم علالت و اعذار کے باوجود تشریف لائے، استاذ العلماء حضرت مولانا حبیب اللہ سموں صاحب، شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم صاحب ٹھٹھوی بھی تشریف لائے، حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب نے جنازے کی نماز سے قبل پُرسوز خطاب میں حضرتؒ کی ہمہ جہت شخصیت اور مجاہدانہ کارناموں کا ذکر فرمایا، اس سے قبل حضرت اقدس کے صاحبزادے مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم نے صبح کو بعد نماز فجر درس میں حضرتؒ کے فرمودات وارشادات کی روشنی میں حاضرین کے قلوب کی تسکین فرمائی گیارہ بجے کے قریب امروٹ شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید سراج احمد شاہ امروٹی صاحب دامت برکاتہم نے حضرت مولانا عبدالجبار صاحب کے مختصر مگر پر اثر بیان کے بعد دعا فرمائی مسجد شریف کے صحن میں حضرت سید سراج احمد امروٹی صاحب، ڈاکٹر خالد محمود سومرو صاحب، مولانا محمد ادریس سومرو صاحب، حافظ خادم حسین بلوچ، مولانا محمد مراد کے صاحبزادے مولانا سعود افضل ہالیجوی، حضرت کے مرشدزادہ مولانا صدر الدین، بندہ راقم الحروف، مولانا محمد پریل، خلیفہ مشتاق احمد، مولانا عبدالغفار مارفانی شکارپور، صاحبزادہ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب درگاہ ہالیجی شریف، مولانا عبدالقادر و مولانا عبیداللہ صاحبزادگان مولانا غلام قادر صاحب شکار پور والے، قاری مجیب الرحمن، صاحبزادہ قاری محمد علی مدنی، مولانا عبدالعزیز دامت برکاتہم درگاہ آف

تھر پچانی، حاجی مقصود احمد وفاروق احمد درگاہ جونگل شریف، نیاز حسین لغاری، مفتی محمد حنیف لغاری، مفتی عبدالحی صاحب بروہی، مولانا سیف الرحمن صاحب حیدرآباد، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا عبدالواحد رانی پور اور حیدرآباد، شکارپور، نخل، جیکب آباد، ٹھٹھہ، سجاول، میرپور خاص کے علماء حضرات نے حضرات صاحبزادگان باقیات صالحات حضرت مولانا احمد حسن صاحب (جو حضرت اقدس سے مجاز مسجد شریف کے امام خطیب ہیں بہت ملنسار اور علماء کا احترام کرنے والی شخصیت ہیں) اور مولانا محمود الحسن صاحب اور مولانا عبدالستار صاحب (جو ہر وقت حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اپنی بیماری کے باوجود حضرت اقدس کی دعاؤں میں کمی کبھی ہونے نہ دی، اللہ رب العزت اپنی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ خاص طور سے بندہ پر بے حد شفیق ہیں اللہ تعالیٰ ان کی شفقت باقی رکھے، حضرت کے صدمے کو برداشت کرنے کی توفیق اجر جزیل وصبر جمیل عطا فرمائے) اور مولانا عبدالجبار صاحب دامت برکاتہم (جو حضرت اقدس کی موجودگی میں سالکین طالبین کو سبق دیا کرتے تھے حضرت کا اعتماد حاصل تھا، بندہ راقم کو بٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے، مدرسہ اسی کے حوالے ہے، اللہ چلائے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا، عالم دین فاضل نوجوان اور حضرت اقدس کی جگہ جمعیت علما اسلام کے ذمہ دار ہیں، اللہ رب العزت ان کے علم وتقویٰ میں مزید ترقی عطا فرمائے) اور مولانا احمد علی صاحب سے تعزیت کی اور قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم نے حضرت کے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالجبار دامت برکاتہم سے فون پر تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم بہت بڑی شخصیت سے محروم ہو گئے، جمعیت علما اسلام کے امیر اول حضرت لاہوری کے خلیفہ تھے، صاحب کشف بزرگ تھے، فقر واستغنا سے زندگی بسر فرمائی، مشکلات میں حضرت سے راہنمائی حاصل کرتا تھا، اب دعاؤں کا دروازہ بند ہو گیا، میری طرف سے آپ کو اور تمام اہل خانہ و جماعت کو تعزیت عرض ہے، حاضر ہوتا لیکن بہت دور ہوں عنقریب حاضر ہوں گا، اللہ رب العزت اپنے فضل وکرم سے اس جگہ کو تاقیامت شاد وآباد رکھے، حضرت کا فیض حضرات صاحبزادگان ودیگر خلفا کے ذریعے عام فرمائے۔ مسجد شریف کو ذکر کے ذریعے آباد فرمائے۔ مدرسہ کو تاقیامت علم واخلاص وللہیت کا مرکز بنائے، حضرت اقدس پر اللہ تعالیٰ اپنی بے حساب رحمت کی تاقیامت بارش نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆............☆☆

شرعی وضع قطع کی اہمیت

ایک مسلمان کے لئے ظاہری شکل وصورت کو شریعت کے اصولوں کے مطابق بنانا ضروری ہے، کیونکہ ظاہر کا اثر براہِ راست باطن پر پڑتا ہے، زیرِ نظر مضمون حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات سے منتخب شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیقِ عمل عطا فرمائے۔ آمین۔

مرتب: محمد راشد

☆......بعض لوگ ظاہری وضع قطع کو فاسقانہ بنانا معمولی بات سمجھتے ہیں، حالانکہ حق تعالیٰ شانہ نے ”ذروا ظاهر الاثم وباطنه“...ترک کرو ظاہری گناہوں کو بھی اور باطنی گناہوں کو بھی... میں ظاہری گناہوں کے ترک کو مقدم بیان فرما کر اس کی زیادہ اہمیت بیان فرمائی ہے۔ جنگ احد میں صرف ظاہری کوتاہی تو ہوئی تھی جیتی ہوئی جنگ شکست میں تبدیل ہوئی۔ عقیدہ اور باطن بالکل ٹھیک تھا، اس کی وضاحت کے لئے چند مثالیں پیش کرتا ہوں، کبوتر کس قدر بلند پرواز ہے اس کے پروں کو کاٹ دیجئے، صرف ظاہری کمی تو ہوئی ہے باطن بالکل ٹھیک ہے مگر اب اس کی پرواز اور ترقی بھی ختم اور ترقی کو کیا ہوتی اس کا باطن بھی خطرہ میں پڑ جائے گا۔ اب ایک بلی کا بچہ بھی اسے پکڑ کر کھا جائے گا، تو معلوم ہوا کہ ظاہر اپنے باطن کا محافظ بھی ہوتا ہے، آج مسلمانوں نے داڑھی کٹا کر اپنے ظاہر کو خراب کر دیا، ان کی ہیبت نکل گئی، ہر جگہ کافروں سے پٹ رہے ہیں۔

دوسری مثال لیجئے: ہوائی جہاز کھڑا ہے، اڑ نہیں رہا ہے، لیٹ ہو رہا ہے، مدینہ جانے والے مسافر بھی لیٹ ہو رہے ہیں، معلوم ہوا کہ ٹائر پنکچر ہے، ظاہر ہی تو خراب ہے، مگر ظاہر جب خراب ہوتا ہے، تو نہ خود ترقی کر سکتا ہے نہ دوسروں کی ترقی کا سبب بن سکتا ہے، نہ خود اڑ سکتا ہے نہ حاجیوں کو مدینہ پہنچا سکتا ہے، آج مسلمانوں کا حال یہی ہے، ظاہری وضع قطع کی نافرمانی کر کے نہ خود ترقی کر سکتے ہیں، نہ دوسروں کی ترقی کے سبب بن سکتے ہیں ورنہ مسلمانوں کی شان تو یہ تھی:

تو نہیں ہے اس جہاں میں منہ چھپانے کے لئے
تو ہے دنیا بھر کے سوتوں کو جگانے کے لئے
وعدہ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

کبوتر کے پروں کو کاٹ کر ہنس یا مور کے پر لگا دو کیا ہوگا؟ بلی نہیں چھوڑے گی، اس طرح اگر اسلامی پروں کو کاٹ کر غیر مسلموں کے پر لگاؤ گے تو تباہ ہو جاؤ گے۔

سکھوں نے ہمارے صالحین کی صرف ظاہری نقل کی، ہم ان کے بھنگیوں کو بھی سردار کہتے ہیں اور ہم ظاہر کو خراب کر کے سردار ہو رہے ہیں۔

(مجالس الابرار، ص:۳۹، حصہ اول)

☆......ہر عمل کے لئے ایک ڈیوٹی ہوتی ہے ایک بیٹ ڈیوٹی ہوتی ہے، ایک پولیس مین ڈیوٹی صحیح انجام دے رہا ہے، مگر وردی نہیں ہے۔ بیٹ ڈیوٹی نہ ہونے سے معطل کر دیا جائے گا، ٹریفک پولیس ایک چوراہے پر پوسٹ مین کی وردی پہنے ہاتھ سے گاڑیوں کو روک رہا ہے، لوگ کیا کہیں گے: اے تو ڈاک تقسیم کر کے یہاں آ گیا؟ بالآخر پولیس افسر کو جب اطلاع ہوگی ان کو معطل کر دیا جائے گا۔ ۲۵ سال کی ملازمت کا صحیح حق ادا کیا تھا مگر صرف ایک دن یوم آزادی کے جلوس کے موقع پر ڈی آئی جی صاحب حکومت کے مخالف گروہ کی ٹوپی لگائے ہوئے کھڑے ہیں معطل کر دیئے جائیں گے۔ آج امت نے وردی چھوڑ رکھی ہے، جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی کیا یہ امت معطل نہ ہوگی؟ (ص:۳۹)

جب نقل کی جائے گی تو ان کی حقیقت بھی منتقل ہو جاوے گی۔ حدیث پاک میں اتنی سخت تاکیدی لہجے میں کیوں فرمایا کہ: ”ہرگز ہرگز کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے، کیونکہ اس ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔“ تو اس تاکید سے منع کرنے میں بات یہی ہے کہ جب شیطان کی نقل کرو گے تو شیطان کی صورت کے ساتھ شیطنت کی حقیقت بھی منتقل ہو جائے گی اور شیطانی کام ہونے لگیں گے۔ (ص:۴۰)

☆......حدیث پاک میں ہے کہ: ”صلّوا كما رأيتموني اصلّي“... نماز کو اس طرح پڑھو، جس طرح میں پڑھتا ہوں... یہاں بھی یہی مقصد ہے کہ ہماری نقل کرو، جب نقل کرو گے تو حقیقت بھی حسب استعداد اتر جائے گی:

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

☆......ایک مجمع میں پولیس افسر ایس پی وردی کے بغیر موجود ہے کوئی ہیبت نہیں، ایک سپاہی وردی میں آتا ہے، سب ڈر گئے، خدا خیر کرے سب اس کی طرف دیکھنے لگے، اس نے کہا کوئی بات نہیں سب امن ہے، ہمارے افسر ایس پی بھی یہاں موجود ہیں، لیجئے یہ اثر

وردی میں ہوتا ہے۔ امت نے جب سے وردی اتاردی کافروں کے دلوں میں رعب نہ رہا، جہاں دیکھو اخباروں میں ان کے پٹنے کی خبر آرہی ہے۔(ص:۴۱)

☆......ایک پولیس مین وردی میں نہ ہو اور کسی کمرہ میں بیٹھا ہو اور کسی نے دریافت کیا کہ کیا اس کمرے میں سپاہی ہے؟ وہ دیکھ کر کہہ دے: نہیں! وہاں سپاہی نہیں ہے تو یہ نفی جس طرح صحیح ہے۔ اسی طرح آج مسلمانوں نے اپنی ظاہری وضع قطع غیر اسلامی کرلی ہے تو دراصل مسلمان ہوتے ہوئے بھی اس کی نفی صحیح ہوگی۔" من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر "میں کفر کی جو وعید ہے، اس مثال سے اس کا سمجھنا آسان ہوجاتا ہے کہ جو بے نمازی ہے گویا کہ وہ غیر مسلمانوں جیسی حیثیت میں ہے، کافروں جیسا کام کر رہا ہے۔(ص:۶۱)

☆......اگر امام صاحب نماز کے وقت اپنے حجرے سے محراب مسجد کی طرف سے اپنے کپڑے اتارے ہوئے آویں تو آپ آنے دیں گے؟ یہ سمجھیں گے کہ عقل میں فتور آگیا ہے، حالانکہ امام صاحب کہہ رہے ہیں: بھائی ہم کو نماز پڑھانے دو، مجھے نماز کے مسائل اور سورتیں یاد ہیں، میرا باطن بالکل ٹھیک ہے، صرف ظاہری خرابی سے آپ لوگ کیوں گھبرا گئے؟ آپ ان کی ایک بات نہ سنیں گے اور سیدھے مسجد سے نکال کر دماغ کے ڈاکٹر یا پاگل خانے لے جائیں گے۔ کیوں بھائی! ظاہری خرابی سے آپ کو باطن کی خرابی پر یقین آگیا اور ہماری ظاہری وضع قطع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو یہاں ہماری باطنی خرابی اور ایمان کی خرابی پر یقین کیوں نہیں ہوتا اور اس کی اصلاح کی فکر کیوں نہیں ہوتی؟ ایسے شخص کو دین کے ڈاکٹروں یعنی اولیاء مشائخ کرام کے پاس کیوں نہیں لے جاتے۔(ص:۸۶)

☆......ظاہری وضع قطع صلحا کی طرح رکھنا باطن کی حفاظت کا تالا ہے، جس طرح دکان کے اندر مال ہو اور باہر دروازہ میں تالا نہ ہو تو چور حملہ کرتا ہے اور اندر کے مال کی خیر نہیں، اسی طرح ظاہری وضع قطع اگر صالحین کی نہ ہوگی تو باطن کی صلاحیت کی خیر نہیں۔ فاسقوں کی مشابہت اور صورت سے فسق کی حقیقت بھی اتر جائے گی۔(ص:۹۱)

☆......دینی اساتذہ کرام کا لباس صلحا کا ضرور ہونا چاہئے تاکہ عوام سے امتیاز ہو۔ پولیس اور پولیس کے افسروں کی وردی میں فرق ہوتا ہے۔ ہمارے ایک ماسٹر صاحب جو عالم نہیں ہیں، ایک عالم صاحب کے ساتھ سفر کر رہے تھے، عالم صاحب صلحا کی وضع ولباس میں نہ تھے، عوام ماسٹر صاحب سے مصافحہ کرتے رہے کیونکہ یہ صلحا کی وضع میں تھے اور عالم صاحب کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا۔ ایس پی وردی میں نہ ہو اور پولیس کا سپاہی وردی میں ہو تو کس کی وقعت ہوگی؟(ص:۲۵ حصہ دوم)

☆......صالحین کی وردی ولباس میں محبوبیت ہے، جس طرح پوسٹ مین کی وردی میں محبوبیت ہے اور پولیس مین کی وردی میں نہیں۔ میں پیرس گیا، انگریز نے سب کی تلاشی لی اور میں طالب علموں کی وضع میں تھا، ہماری تلاشی نہ لی اور ادب سے کہا: تشریف لے جایئے۔(ص:۲۵)

☆......لباس صلحا کا اختیار کرنے والا انشاء اللہ محروم نہ رہے گا۔ ایک شخص آزاد طبع تھا، جب مرنے لگا تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ: میری داڑھی پر آٹا چھڑک دو، جب قبر میں سوال ہوا کہ یہ آٹا کیوں چھڑک رکھا ہے؟ جواب دیا کہ سنا ہے آپ بوڑھوں پر رحم فرماتے ہیں، میں بوڑھا تو نہیں مرا ہوں مگر بوڑھوں کی شکل آٹا چھڑک کر بنالیا ہوں، اسی پر رحم فرمادیا:

رحمت حق بہانہ می جوید
رحمت حق بہا نمی جوید
(ص:۸۳)

☆......صالحین کی وضع قطع کی نقل میں بھی بہت برکت ہے، جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وضع قطع بنائی یہ مشابہت ان کی ہدایت کا سبب بن گئی۔ حق تعالیٰ کا فضل ہوگیا، سب کو ایمان عطا ہوگیا۔ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ متشبہ بالصوفی کی بھی قدر کرو، کیونکہ صوفیوں کے لباس کی نقل دلیل ہے کہ اس کے دل میں صوفیوں کی محبت یا عظمت ہے، ہمیشہ نقل کا سبب دو ہوتے ہیں یا تو جس کی نقل کرتا ہے اس کی محبت ہوگی یا عظمت ہوگی، پس جو لوگ صالحین کی وضع قطع ترک کر کے اہل مغرب کی وضع قطع کی نقل کرتے ہیں یا تو ان کے دلوں میں ان کی محبت ہے یا عظمت اور حق تعالیٰ فرماتے ہیں: "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا "... ظالموں کی طرف میلان نہ ہونا چاہئے...(ص:۸۲)

☆......میں نے ایک جگہ ظاہر کی اصلاح پر بہت تاکید کی تو ایک صاحب نے کہا کہ اگر باطن ٹھیک ہو تو ظاہری وضع قطع یعنی داڑھی وغیرہ کے اوپر سختی کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا کہ آپ تاجر ہیں، آپ اپنی دکان کا سائن بورڈ الٹ کر لگادیجئے تو کہنے لگے لوگ مجھے پاگل کہیں گے اور دماغی توازن کے خراب ہونے پر دلیل قائم کرلیں گے تو میں نے کہا کہ اس وقت اس سائن بورڈ کا باطن تو ٹھیک ہوگا صرف ظاہر خراب ہوگا، تو آپ نے کیوں پاگل ہونے اور دماغی توازن کی خرابی کا سرٹیفکیٹ خود ہی دے دیا، تو کہنے لگا: مولانا! اب سمجھ میں بات آگئی، بعض وقت مثالوں سے بات خوب سمجھ آجاتی ہے۔(ص:۸۱)

☆......نقل کی برکت اصل تک پہنچادیتی ہے، ڈرائیور کی نقل کرتے کرتے آدمی ڈرائیور ہوجاتا ہے، جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وضع قطع اور لباس کی نقل کی تھی، نقل کی برکت سے سیرت بھی بدل دی گئی اور سب کو ایمان عطا کردیا گیا اور سب کے سب کافر سے صحابی ہوگئے۔(ص:۹۰) ☆☆

دعوت و تبلیغ کے اُصول

مفتی عارف محمود (جامعہ فاروقیہ کراچی)

آفاقی مذہب

اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے، یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا بواسطہ خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے نام ایک ابدی صلاح وفلاح پر مشتمل پیغام ودعوت ہے۔ اُمتِ مسلمہ اُس آخری نبی کی آخری امت ہے جو اس مبارک پیغام الٰہی کی حامل ہے۔

اس امت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ دنیا میں ایک خاص اور مبارک پیغام و دعوت لے کر آئی ہے، لوگوں کو اس کی طرف بلانا اور تمام اطراف عالم میں اس کی دعوت کو پھیلانا یہ اُمت کے افراد کی زندگی کا فریضہ ہے۔

اُمتِ محمدیہ کا فریضہ

اُمت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام) کا یہ مبارک فریضہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے نصوص اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ سے بالکل واضح طور پر ثابت ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔" (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: "(اے مسلمانو) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی نفع رسانی) کے لئے نکالی گئی، تم اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو۔"

اس آیت کریمہ میں صاف اور کھلے لفظوں میں یہ بتلایا گیا ہے کہ مسلم امت کا وجود ہی اس لئے ہوا ہے کہ وہ اُمم عالم کی نفع رسانی کا فریضہ سرانجام دے، خیر کی طرف بلائے، معروف کی ترویج کرے اور منکرات سے روکے۔ اس سے بڑھ کر ایک دوسری آیت میں اللہ رب العزت نے اس کام کے لئے ایک مستقل جماعت کا ہونا ضروری قرار دیا، قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

"وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔" (آل عمران:۱۰۴)

ترجمہ: "اور چاہئے کہ تم میں ایک جماعت ایسی ہو جو لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت دیتی رہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتی رہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔"

فریضۂ دعوت میں نبی اکرم ﷺ کی نیابت

اس سے مزید ایک قدم اور آگے بڑھ کر امت مسلمہ فریضۂ دعوت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشین اور نائب ہے، اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضۂ منصبی بیان فرمایا، وہاں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ کام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اپنی اُمت کو یہ بتلا دیں کہ یہ کام متبعین کا بھی ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد مبارک ہے:

"قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ۔" (یوسف:۱۰۸)

ترجمہ: "اے نبی! آپ فرمادیجئے، کہ یہ میرا راستہ ہے میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں بصیرت کے ساتھ، یہ میرا اور میری اتباع کرنے والوں کا بھی کام ہے۔"

فرائض نبوت

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے تین بڑے فرائض عطا کئے: ۱...... تلاوت آیات۔ ۲...... تزکیہ۔ ۳...... تعلیم کتاب و حکمت۔ اُمت مسلمہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی میں ان تینوں کاموں میں شریک ہے، یہ تینوں فرائض اُمت مسلمہ پر فرض کفایہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دور اور خیر القرون میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور اس کے بعد اسلاف نے ہر زمانے میں ان اُمور کی انجام دہی کی بھرپور سعی فرمائی۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کتاب اللہ کی آیات پڑھ کر سنائیں، اس کے احکام بیان کئے، ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دی اور اپنی مبارک صحبت اور پُر تاثیر تدبیر سے ان کے باطن و نفوس کا تزکیہ بھی فرمایا۔

تاریخ دعوت وعزیمت

خیر القرون سے دوری کے زمانہ میں رفتہ رفتہ

ان فرائض نبوت کی ادائیگی میں کوتاہی شروع ہوئی، ظاہری علوم اور تزکیہ باطن دو الگ الگ راہیں قرار دی گئیں، نتیجہ یہ نکلا کہ علم والے دنیا کے طالب ہوئے اور تصوف وتزکیہ کے مدعی علوم شریعت سے بے بہرہ ہوگئے۔

لیکن بمقتضائے سنت الٰہی ہر زمانے میں ایسی شخصیات پیدا ہوتی رہیں جن میں نورِ نبوت کے تعلیم وتربیت والے رنگ نمایاں طور سے یکجا تھے۔ ان جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیات کی ایک طویل فہرست ہے، ان نفوس قدسیہ کے تذکرہ کے لئے سینکڑوں کیا ہزاروں دفتر ناکافی ہیں، قریب کے زمانہ میں مفکرِ اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ "تاریخ دعوت وعزیمت" تحریر فرما کر اس سلسلۃ الذہب کی بعض کڑیوں کے روشن کردار کو امت مسلمہ کے سامنے لائے۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے اُصول دعوت

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے مبارک عمل "دعوت" کے چند بنیادی اصول یہ ہیں:

پہلا اُصول:

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت کا بنیادی اُصول خلق خدا پر شفقت اور خیرخواہی کا جذبہ ہے، بندگانِ خدا کی تباہ شدہ حالت سے وہ غمگین اور متفکر ہو جاتے، ان کی خیرخواہی کے نتیجہ میں ان کا دل چاہتا تھا کہ کسی طرح ان کی امت سدھر جائے، راہ راست پر آجائے۔ قرآن مجید نے اس کو کہیں "اَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ" کہیں "وَنَصَحْتُ لَکُمْ" اور کہیں پر "وَاَنْصَحُ لَکُمْ" کہہ کر بیان کیا ہے۔

دوسرا اُصول:

تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت میں یہ بات مشترک طور سے پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے کام اور دعوت کے عمل پر کسی سے کوئی اجرت ومزدوری طلب نہیں کیا کرتے تھے، مخلوق سے دنیاوی اجر، تعریف ومحبتیں وغیرہ تمام اغراض دنیوی سے مکمل استغناء برتتے تھے، جس کے نتیجہ میں ان کی دعوت نہایت مؤثر اور نتیجہ خیز ہوا کرتی تھی۔ قرآن مجید نے اس اُصول کو ان کے الفاظ میں بیان کیا ہے:

"وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"۔ (الشعراء:۱۰۹)

ترجمہ: "اور مانگتا نہیں میں تم سے اس پر کچھ بدلہ (حق) میرا بدلہ ہے اسی پروردگار عالم پر۔"

تیسرا اُصول:

دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ایک بڑا اور بنیادی اصول نرمی، نرم گوئی، حکمت و بصیرت اور ایسے خلوص ومحبت سے دوسرے کو مخاطب کیا جائے کہ داعی کی بات مدعو کے نہ چاہتے ہوئے بھی اس انداز تخاطب کی وجہ سے اُس کے دل کے نہاں خانوں میں اتر جائے۔ دعوت کے اس زریں اصول کو اللہ رب العزت نے اس آیت مبارکہ میں بیان فرمایا ہے:

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ"۔ (النحل:۱۲۵)

ترجمہ: "آپ اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو دانش مندی اور اچھی نصیحت کے ذریعہ سے دعوت اور بحث ومباحثہ کریں تو وہ بھی خوبی سے۔"

البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس نرمی و حکمت کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں عقائد وفرائض میں مداہنت سے کام لیا جائے، مداہنت فی الدین بحکم قرآن ممنوع ہے۔

چوتھا اصول:

دعوت دینے والے داعیان حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ دعوت خیر کے سلسلے میں سیرت نبوی سے رہنمائی حاصل کریں، اور نہج نبوت کے اتباع کی کوشش کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کے آغاز میں سب سے پہلے سب سے زیادہ تاکید توحید ورسالت یعنی کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" کی فرمائی، جس کے دل ودماغ میں کلمۂ طیبہ کی حقیقت اتر گئی، اس کے لئے احکامات پر عمل پیرا ہونا آسان ہوگیا۔ خود احادیث میں آتا ہے کہ پہلے آیات ترغیب نازل ہوئیں، پھر آیاتِ حلال وحرام نازل کی گئیں۔

پانچواں اصول:

تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی سیرت سے دعوت کا ایک اصول یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام لوگوں کا اپنے پاس آنے کا انتظار نہیں فرماتے تھے، بلکہ دعوت حق لے کر خود ان کے پاس چل کر جایا کرتے تھے، یہ وصف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں نمایاں طور سے پایا جاتا ہے، آپ کی سیرت مبارکہ اور آپ کے تبلیغی ودعوتی اسفار اس پر واضح اور بین دلیل ہیں۔

چھٹا اُصول:

داعی کے لئے دعوت الی الخیر کے سلسلے میں ایک اہم اصول اپنے کاموں کو ترک کرکے ہجرت، خروج وغیرہ کو اختیار کرنا اور پاکیزہ وعلمی عملی ماحول میں جانا بھی ہے، جہاں سے مستفید ہوکر اپنی قوم وقبیلہ وعلاقہ میں آکر ان کو فیض یاب کرنا ہے۔

ساتواں اصول:

دعوت وتبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والوں کی تعلیم وتربیت کا زیادہ تر مدار صحبت اسلاف، باہمی تعلیم

وتعلم پر ہونا چاہئے۔ان کے دن دعوت إلی اللہ اور امور دین میں مصروف ومشغول ہوں اور راتیں تنہائی میں اپنے خالق ومالک کے ساتھ مناجات میں صرف ہوا کریں۔

دعوت اہل الخیر کے یہ چند بنیادی اصول ہیں، پس دعوت وتبلیغ کی جو تحریک بھی مذکورہ اصولوں کے مطابق کام کرے گی تو ان کی محنت نہج نبوت اور اصل اول کے زیادہ سے زیادہ قریب تر ہوگی۔دعوت وتبلیغ کے ان بنیادی اصولوں سے متعلق حضرت مولانا سید سلیمان ندوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ کی تصنیف ''مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت'' کے مقدمہ میں تفصیل سے گفتگو فرمائی ہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کی تحریک دعوت وتبلیغ

قرآن وحدیث، نہج نبوت اور سیرت نبوی سے ماخوذ دعوت کے ان مذکورہ بالا اصولوں میں سب سے زیادہ میل کھانے والی تحریک اور مطابقت رکھنے والا عمل قریب کے زمانے میں مجدد دعوت و تبلیغ مصلح کبیر، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت وتبلیغ کی تحریک اور دعوت والی محنت ہے۔ ابتدا میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکاتب دینیہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کی اصلاح احوال کی فکر ومحنت فرمائی، مگر ماحول کی عمومی بے دینی، جہالت وظلمت کے اثر سے جب یہ مکاتب بھی محفوظ نہ دیکھے اور عمومی طور سے مسلمانوں کی دینی ضرورتوں کی عدم تکمیل واضح طور سے سامنے آنے کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ خواص افراد کی اصلاح اور دینی ترقی مرض کا علاج نہیں، جب تک عام آدمیوں میں دین نہ آئے، کچھ نہیں ہوسکتا۔

تائید غیبی

چنانچہ جب آپ ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء میں دوسرے حج کے لئے تشریف لے گئے، اس دوران مدینہ طیبہ میں بھی قیام رہا، وہاں پر یہ پیغام ملا کہ آپ سے کام لیا جائے گا۔ سفر حج سے واپسی کے بعد آپ نے تائید غیبی سے عوام میں احیاء دین کی غرض سے تبلیغی گشتوں کا آغاز فرمایا اور دوسروں کو بھی جماعتیں بنا کر دوسرے علاقہ میں تبلیغ کے لئے بھیجا، یوں اس طرح باقاعدہ جماعتوں کا اللہ کی راہ میں بغرض دعوت نکلنا شروع ہوا، اور آج الحمدللہ! اکابرین دعوت وتبلیغ اور مخلص مسلمانوں کی محنت وکوشش اور آہ سحرگاہی کے طفیل یہ مبارک عمل اطراف عالم کے چپہ چپہ میں نہ صرف پھیل چکا ہے بلکہ شب وروز جاری وساری ہے۔

تبلیغی کام کا نظام وترکیب

تبلیغی کام کا نظام کیا ہوگا؟ ترکیب کیا ہوگی؟ کسی چیز کی اور کتنی چیزوں کی دعوت دی جائے گی؟ اس کی تفصیل حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان فرمائی:

اصل تبلیغ دو امر کی ہے، باقی اس کی صورت گری اور تشکیل ہے، ان دو چیزوں میں ایک مادی ہے اور ایک روحانی:

(۱) مادی سے مراد جوارح سے تعلق رکھنے والی، سو وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کے لئے ملک بہ ملک اقلیم در اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے۔

(۲) روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ یعنی حق تعالیٰ کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا، جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا:

''فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا.'' (النساء:۶۵)

ترجمہ: ''قسم ہے آپ کے رب کی! یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے، جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کراویں، پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا پورا تسلیم کریں۔''

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ.'' (الذاریات:۵۶)

ترجمہ: ''اور میں نے جن وانس کو اسی واسطے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں۔''

یعنی اللہ کی باتوں اور اوامر خداوندی میں جان کا بے قیمت اور نفس کا ذلیل ہونا۔

مولانا الیاسؒ کے بیان فرمودہ چھ نمبر

۱:...... نکلنے کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی چیزوں میں جو چیز جتنی زیادہ اہم ہے، اس میں اسی حیثیت سے کوشش کرنا، اس وقت بدقسمتی سے ہم کلمہ تک سے ناآشنا ہو رہے ہیں، اس لئے سب سے پہلے کلمہ طیبہ کی تبلیغ ہے جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے، یعنی اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ درحقیقت ہمارا کوئی بھی مشغلہ نہیں ہوگا۔

۲:...... کلمہ کے لفظوں کی تصحیح کرنے کے بعد نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح کرنے اور نمازوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جیسی بنانے کی کوشش میں لگے رہنا۔

۳:...... تین وقتوں کو (صبح وشام اور کچھ حصہ شب کا) اپنی حیثیت کے مناسب تحصیل علم وذکر میں مشغول رکھنا۔

۴:...... ان چیزوں کو پھیلانے کے لئے اصل فریضہ محمدی سمجھ کر نکلنا یعنی ملک بہ ملک رواج دینا۔

۵:......اس پھرنے میں اخلاق کی مشق کرنے کی نیت رکھنا، اپنے فرائض کی ادائیگی کی سرگرمی، کیوں کہ ہر شخص سے اپنے متعلق ہی سوال ہوگا۔

۶:......تصحیح نیت یعنی ہر عمل کے بارے میں اللہ نے جو وعدے اور وعید فرمائے ہیں، ان کے موافق اس امر کی تعمیل کے ذریعہ اللہ کی رضا اور موت کے بعد والی زندگی کی درستی کی کوشش کرنا۔

حضرت مولانا الیاسؒ کا فرمان

اپنے کام کو ایک موقع پر حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"میں نے یہ طے کیا ہے کہ اللہ نے ظاہر و باطن کی جو قوتیں بخشیں ہیں، اُن کا صحیح مصرف یہ ہے کہ تن کو اسی کام میں لگایا جائے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوتیں صرف فرمائیں، اور وہ کام ہے اللہ کے بندوں کو اور خاص طور سے غافلوں، بے طلبوں کو اللہ کی طرف لانا اور اللہ کی باتوں کو فروغ دینے کے لئے جان کو بے قیمت کرنے کا رواج دینا۔ بس ہماری تحریک یہی ہے، اور یہی ہم سب سے کہتے ہیں، یہ کام اگر ہونے لگے تو اب سے ہزاروں گنے زیادہ مدرسے اور ہزاروں گنے ہی زیادہ خانقاہیں قائم ہو جائیں، بلکہ مسلمان مجسم مدرسہ اور خانقاہ ہو جائے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی نعمت اس عمومی انداز سے پھیلنے لگے جو اس کی شان شایان ہے۔"

حضرت مولانا الیاسؒ کی نہج دعوت پر اعتراضات کی حیثیت

حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کا شروع کردہ دعوت و تبلیغ کا یہ عمل اور اس کا نہج اگرچہ میرے جیسے بہت سے کوتاہ بینوں کے لئے اجنبی، نیا اور قابل اعتراض ہوسکتا ہے، حالانکہ اس کے کسی بھی عمل پر کوئی اعتراض شرعاً کیا ہی نہیں جاسکتا ہے۔ تاہم بعض کم فہم، نادان اور اہل بدعت نے اس مبارک عمل پر طرح طرح کے اعتراضات کی بھرمار کردی، جبکہ کچھ لوگ چار ماہ، چالیس دن، تین دن، گشت، شب جمعہ کا ہفتہ واری اجتماع اور سالانہ اجتماعات وغیرہ پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان ایام کی تعیین غیر ثابت شدہ ہے، اور بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ دین کے تمام احکام کی دعوت کو اپنا مقصد نہیں بناتے، بلکہ صرف چند مسائل و احکام تک محدود رہتے ہیں، اور وقت کے سیاسی مسائل سے اغماض بھی کرتے ہیں، بعض اہل علم حضرات کی طرف سے مستورات کی جماعتوں کے بارے میں شبہات بھی وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہتے ہیں۔

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے فتاویٰ

الحمد للہ! اکابر دیوبند نے اس طرح کے تمام بے بنیاد اعتراضات کی حیثیت وحقیقت اپنے فتاویٰ جات میں واضح کردی ہے، ان اکابر میں ایک شخصیت فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ بھی ہیں۔ آپ نے عملی طور سے دعوت و تبلیغ کے متعلق اتنے فتاویٰ تحریر فرمائے کہ برصغیر کی تاریخ میں کسی مفتی نے اتنے نہیں لکھے، آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ آپ بیک وقت برصغیر کی دو عظیم دینی درسگاہوں میں صدارت افتاء کی گراں قدر خدمات انجام دینے پر مامور تھے، اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ، صحبت یافتہ اور خلعت خلافت سے سرفراز یافتہ بھی تھے، آپ کے دعوت و تبلیغ اور اس کے اکابرین حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت ہی گہرے اور قلبی روابط و مراسم تھے۔

کچھ حضرات نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت و تبلیغ سے گہری وابستگی پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ تبلیغ والوں نے دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم کو اپنا ہم نوا بنا لیا، تو اس پر فرمایا:

"واقعہ یہ نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں تبلیغی پہلے ہوں، مفتی بعد میں اور دارالعلوم کو مفتی کی ضرورت تھی تو تبلیغ والوں سے مفتی مانگا، انہوں نے یہ ضرورت پوری فرمائی۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سے اپنے پیارے اور آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اور تاقیامت مقبول دین کی خدمت لے لے اور اسی نہج اور اصولوں کو اپنانے کی توفیق دے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی اپنی دعوت میں اختیار فرمائے تھے، تاکہ ہماری دعوت عند اللہ مقبول اور عند الناس مفید ہو۔ ☆☆☆

اللہ پاک کی نشانیاں

اللہ پاک رات کو دن میں سے نکالتے ہیں اور دن کو رات میں سے۔ ۲۲؍جون سے ۲۲؍دسمبر تک ہر روز ۸۰ سیکنڈ کے فرق سے دن چھوٹا ہوتا ہے، یہاں تک کہ دن دس گھنٹے کا اور رات چودہ گھنٹے کی ہوتی ہے۔ ۲۳؍دسمبر سے ۲۱؍جون تک ۴۵ سیکنڈ کے حساب سے دن بڑا ہوتا رہتا ہے، یہاں تک کہ دن چودہ گھنٹوں کا اور رات دس گھنٹوں کی ہو جاتی ہے۔ شمالی اور جنوبی قطب میں چھ مہینوں کی رات اور چھ مہینوں کا دن ہوتا ہے۔ ہر ۲۱؍مارچ اور ۲۳؍اکتوبر کو دن رات برابر ہوتے ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جو ہر چیز پر قادر ہے، سبحان اللہ!

(مرسلہ: محترمہ تسنیم کوثر)

پانچویں قسط

عصمت انبیاء علیہم السلام

دلائل وبراہین

مرسلہ: مولوی محمد شفیق الرحمٰن جلال پوری
مولانا مدرار اللہ نقشبندی، مردان

یاد رہے کہ انبیاء علیہم السلام پر جو مصائب یا عتابات نازل ہوتے ہیں وہ ان کے مزید رفع درجات اور دینی مصالح کے لئے ہوتے ہیں "فتح الباری" کی تصریح کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام کو تیرہ سال تک کرب انگیز مصائب وآلام میں مبتلا رکھا گیا لیکن ان کا یہ ابتلا کسی معصیت کی پاداش میں نہ تھا۔ اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کو بطن الحوت میں کئی دن محبوس رکھا، لیکن ان کا یہ حبس بطور عقوبت نہ تھا بلکہ ابتلا اور عتاب کے طور پر تھا جس نے ان کے مقام کو گھٹایا نہیں بلکہ ان کے درجات میں حیرت انگیز اضافہ کیا۔ اس حبس نے حضرت یونس علیہ السلام کے لئے ایک شان امتیاز اور معجزے کی صورت اختیار کرلی، جس کی تفصیل حافظ ابن کثیر کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے:

"ولما استقر يونس في بطن الحوت حسب أنه قد مات، ثم حرك رأسه ورجليه وأطرافه، فإذا هو حي، فقام فصلّى في بطن الحوت، وكان من جملة دعائه: يا رب اتخذت لك مسجداً في موضع لم يبلغه أحد من الناس."

ترجمہ: "حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں قرار پکڑا تو یہ خیال کیا کہ میں مرگیا ہوں پھر اپنے سر، پاؤں اور جسم کے دوسرے حصوں کو ہلایا تو معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہیں پھر وہ بطن الحوت میں کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور ان کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی کہ "میرے رب! میں تیرے لئے ایک ایسی جگہ مسجد بنائی جس تک بندوں میں سے کوئی نہیں پہنچ سکا ہے۔"

سبحان اللہ! حضرت یونس علیہ السلام بطن الحوت میں محبوس بھی ہیں مگر اس شان وامتیاز کے ساتھ بطن الحوت کو اللہ کے لئے مسجد بنایا اور اللہ کے لئے ایسی جگہ سجدے کئے، نماز پڑھی اور عبادت کی جہاں تک کسی اور انسان کی رسائی نہیں ہوئی ہے۔ بطن الحوت جس کو نہ زمین کہہ سکتے ہیں اور نہ آسمان، جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے زمین وآسمان کے ماورا ایک ایسی جگہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جہاں عبادت کرنے کا شرف ان کے سوا کسی اور انسان کو نصیب نہ ہوسکا، جس پر انہوں نے دربار الوہیت میں اپنے ابتہاج اور مسرت کا اظہار فرمایا اور یہ شرف انہیں مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہونے کی برکت سے حاصل ہوا۔

جہاں خیال نہ پہنچا میرے حریفوں کا
وہاں پہ نقش کف پا میں چھوڑ آیا ہوں

غرض اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے پیغمبروں کے ساتھ عتاب کا بھی ہو تب بھی وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کا ایک خلوص پہلو لئے ہوتا ہے اور اس میں کئی شرعی مصالح بھی ہوتے ہیں۔ علامہ صاوی ان مصالح کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"واعلم أن الخطأ والنسيان يقع من المعصومين للتشريع والمصالح، كما هو معهود في نصوص الشرع، وتسمية الله له في حقهم معصية من باب حسنات الأبرار سيئات المقربين"

ترجمہ: "اور معلوم ہو کہ خطا اور نسیان انبیاء علیہم السلام سے شریعت سازی اور شرعی مصلحتوں کی خاطر واقع ہوتے ہیں، جیسا کہ شرعی نصوص سے یہ امر معلوم ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کے حق میں اس خطا ونسیان کا نام معصیت رکھنا اس قبیل سے ہے کہ "نیکوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔"

انبیاء علیہم السلام سے احکام الٰہی اور تبلیغ رسالت میں کسی قسم کی کوتاہی کا واقع ہونا محال ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ نے اس قول پر امت کا اجماع نقل کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"الثاني ما يتعلق بالتبليغ، فقد اجمعت الأمة على كونهم معصومين عن الكذب مواظبين على التبليغ والتحريض، وإلا لارتفع الوثوق بالأداء، واتفقوا على ان ذلك لا يجوز وقوعه منهم عمداً ولا سهواً."

ترجمہ: "عصمت کا دوسرا تعلق تبلیغ رسالت کے ساتھ ہے، پس امت نے اس پر اجماع کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹ بولنے سے معصوم ہیں اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام رسالت کی تبلیغ وتحریض پر ہمیشہ قائم رہے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ ہوتو ادائے رسالت پر سے اعتماد اٹھ جائے

گا، جب کہ امت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے ادائے رسالت میں عدم مواظبت کا واقع ہونا ناجائز ہے۔"

امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے شیخ محی الدین ابن عربیؒ کی "فتوحات مکیہ" کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"ويشترط في حق الرسول العصمة في جميع ما يبلغه عن الله عز وجل"

ترجمہ: "رسول کے حق میں یہ شرط ہے کہ اس کو تمام احکام الٰہی کی تبلیغ میں عصمت حاصل ہو۔"

"قال أئمة الأصول : الأنبياء عليهم السلام كلهم معصومون ، لا يصدر عنهم ذنب ، ولو صغيرة سهواً ، ولا يجوز عليهم الخطأ في دين الله قطعاً."

ترجمہ: "اور ائمہ اصول نے کہا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں، ان سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا، خواہ وہ صغیرہ کیوں نہ ہو، نیز یہ قطعاً جائز نہیں کہ دین الٰہی میں ان سے کسی قسم کی کوئی خطا واقع ہو۔"

ان نصوص شرعیہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی طرف فرائض رسالت کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی منسوب کرنا قطعی حرام ہے۔ اسی طرح ان کی جانب تبلیغ رسالت میں مداہنت، نرمی اور سستی کا انتساب بھی ناجائز ہے، امام راغبؒ مداہنت کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"هي عبارة عن المدارات والملاينة وترك الجد."

ترجمہ: "مداہنت عبارت ہے رواداری، نرمی اور ترک کوشش سے۔"

ہم نے باب سوم میں مستند مسائل و دلائل سے تقریباً وہ تمام صورتیں بیان کی ہیں جن سے توہین انبیاء لازم آتی ہے۔ ان میں سے ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگر کسی نے آنحضرت ﷺ کی شان میں یہ کہا کہ آپؐ نے تبلیغ رسالت میں مداہنت کی ہے، اگر چہ اس سے اس کا مقصد آپ کی توہین کا نہ بھی ہو اور نہ وہ اس کا معتقد ہو، اس کے باوجود مذکورہ الفاظ کے کہنے سے "سب رسول" کا مرتکب ہو گیا۔ سب رسول کے احکام بحث سوم میں مذکور ہیں۔ مداہنت سے متعلق مسئلہ یہ ہے:

"أن ينسب إليه كبيرة أو مداهنة في تبليغ رسالته"

ترجمہ: "جس شخص نے نبی علیہ السلام کی طرف گناہ کبیرہ کا ارتکاب منسوب کیا یا یہ کہا کہ آپ نے تبلیغ رسالت میں مداہنت کی تھی تو وہ سب رسول کا مرتکب ہو گیا۔"

اس مسئلے کے پیش نظر اگر تبلیغ رسالت میں آنحضرت ﷺ کی طرف مداہنت اور نرمی کا انتساب حرام اور سب رسول کے حکم میں داخل ہے۔ تو ایک نبی کی طرف فرائض رسالت کی ادائیگی میں کوتاہیوں کا انتساب بھی حرام ہونا چاہیے کیونکہ کوتاہی کا لفظ مداہنت اور نرمی کے مقابلے میں زیادہ سخت ہے۔

اس مسئلے میں آنحضرت ﷺ کے خصوصی ذکر سے یہ نہ سمجھا جائے کہ معاذ اللہ! دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرف گناہ کا انتساب یا ان کی سوء ادبی جائز ہے، کیونکہ علمائے امت اس امر کی صاف تصریح کر چکے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم اور واجب الاحترام ہیں، اور ان میں سے ہر پیغمبر کی سوء ادبی سب رسول کے حکم میں داخل ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں فرماتے ہیں:

"والحكم في سب سائر الأنبياء كالحكم في سب نبينا عليه السلام."

ترجمہ: "تمام انبیاء علیہم السلام کی سوء ادبی کا حکم وہی ہے جو آنحضرت ﷺ کی سوء ادبی کا ہے۔"

انبیاء علیہم السلام کی زندگیاں لوگوں کے لئے مشعل ہدایت ہیں، لوگ ان سے دین اخذ کرتے اور ان کی متابعت پر مامور ہیں، کیونکہ وہ معیار حق ہیں اور معیار حق کے معنی ہیں کہ ان کی ذات حق کی کسوٹی ہے اور کسوٹی سے حق و باطل کو پرکھا جائے گا اور انہیں کی ذات سے حق کو پہچانا جائے گا، ان کا ہر قول اور فعل حق پر مبنی اور واجب الاتباع ہے۔ اور جب کہ وہ معیار حق ہیں تو تنقید سے بھی بالاتر ہیں۔ عربی لغت کے اعتبار سے تنقید کے دو معنی آتے ہیں، ایک عیب جوئی اور دوسرا جانچنا پرکھنا، یعنی دلائل کی روشنی میں کسی چیز کے متعلق یہ فیصلہ کرنا کہ قابل قبول ہے یا لائق ترک۔

انبیاء علیہم السلام کی بعثت اتمام حجت کے لئے ہوتی ہے جس کے بعد اگر قوم ایمان نہ لائے تو وہ ابدی عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے اور اگر کسی پیغمبر کی بعثت

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

سے اتمام حجت کا مقصد ہی ان کی بعض کوتاہیوں کی بناء پر پورا نہ ہوسکے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاذ اللہ اس پیغمبر کی بعثت ہی بیکار ثابت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لئے انہیں مبعوث فرمایا تھا، اس میں وہ کامیاب نہ ہوسکا۔ اس قسم کے تصور نبوت سے دو باتیں لازم آتی ہیں، جن میں ایک منصب نبوت کو مجروح کرتی ہے کہ پیغمبر اپنے فرائض رسالت کی تکمیل اور انجام دہی سے قاصر رہا۔ اور دوسری بات کی زد اللہ تعالیٰ کے علم ازلی وابدی پر پڑتی ہے کہ اس نے ایک ایسے شخص کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا جو معاذ اللہ! منصب رسالت کے معیار پر پورا اترنے کا اہل نہ تھا، حالانکہ یہ دونوں باتیں ازروئے عقل ونقل قطعی مردود ہیں۔ نبوت ورسالت کوئی کسبی اور اختیاری عہدہ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کا عہدہ ہے جس کا حاصل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں، بمصداق آیت کریمہ:

"اللہ أعلم حیث یجعل رسالتہ."

ترجمہ: "یعنی اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کس کو عطا فرمائے۔"

مطلب یہ کہ نبوت ورسالت کا تعلق علمی وعملی کمالات یا مجاہدات وریاضات سے قطعاً نہیں بلکہ وہ محض فضل خداوندی ہے جو خداوندی علم وحکمت کے ماتحت خاص بندوں کو دیا جاتا ہے اور جس شخص کو حق تعالیٰ کے علم میں یہ مقام اور منصب دیا جاتا ہے اس کو شروع ہی سے اس کے قابل بنا کر پیدا کیا جاتا ہے اور اس کے اخلاق واعمال اور فضائل وکمالات کی خاص تربیت کی جاتی ہے۔ دنیوی حکومتوں کا بھی یہ قاعدہ ودستور ہے کہ جب وہ کسی شخص کو ایک ذمہ داری کے عہدے پر مامور کرتی ہیں تو پہلے دو باتیں سوچ لیتی ہیں۔

۱- یہ شخص حکومت کی پالیسی کو سمجھنے اور اپنے فرائض انجام دینے کی لیاقت رکھتا ہے یا نہیں؟

۲- حکومت کے احکام کی تعمیل کرنے اور رعایا کو جادۂ وفاداری پر قائم رکھنے کی کہاں تک اس سے توقع کی جاسکتی ہے؟ بیشک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص کی قابلیت، صلاحیت اور جذبۂ وفاداری کا اندازہ حکومت صحیح طور پر نہ کرسکی ہو۔ لیکن خدائے علیم وخبیر کے یہاں یہ بھی احتمال نہیں اگر کسی آدمی کی نسبت اس کو علم ہے کہ یہ میری وفاداری، اطاعت شعاری اور اپنے فرائض رسالت کی ادائیگی سے بال برابر تجاوز نہ کریگا تو محال ہے کہ وہ آگے چل کر اس کے خلاف ثابت ہوسکے ورنہ علم الٰہی کا غلط ہونا لازم آتا ہے۔ (العیاذ باللہ) یہیں سے عصمت انبیاء علیہم السلام کا مسئلہ واضح ہوجاتا ہے۔ جو لوگ انبیاء علیہم السلام کی طرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فرائض رسالت کی ادائیگی میں کوتاہیاں منسوب کرتے ہیں وہ درحقیقت اپنے متعلق ہی یہ ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ وہ منصب نبوت ورسالت کے تقاضوں اور اللہ تعالیٰ کے علم ازلی وابدی اور کلی ومحیط کے بارے میں غلط فہمیوں یا تجاہل عارفانہ کا شکار ہیں۔

اس ضمن میں حیرت کی بات یہ بھی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق جو مذکورہ فیصلہ صادر کیا گیا ہے۔ اس کا ماخذ قرآن نے صاف بتادیا ہے کہ یہودی کتب اور صحیفے تحریف شدہ ہیں۔ "صحیفہ یوناہ" تورات ہی کا ایک حصہ ہے اور خود تورات کے متعلق آنحضرت ﷺ کا طرز عمل یہ تھا کہ جب ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تورات کا نسخہ دیکھا اور وہ اس کو آپ ﷺ کی مجلس میں سنانے لگے تو اس پر آپ ﷺ نے اظہار ناراضگی فرمایا اور ان کو تورات کی روایتیں لکھنے اور سنانے سے منع کردیا۔

اسی طرح علمائے امت نے بھی قرآن وسنت کے اتباع میں یہود کی کتابوں اور صحیفوں کو ناقابل اعتماد قرار دیا ہے۔ چنانچہ "توضیح" لکھتے ہیں:

"لم یبق الاعتماد علی کتبھم للتحریف"

ترجمہ: "یہود کی کتابوں پر محرف ہونے کی بناء پر کوئی اعتماد باقی نہیں رہا۔"

اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں۔

"وما ینبغی أن یعلم أن غالب الإسرائیلیات المدسوسة فی کتب التفسیر والأخبار منقولة عن أخبار أهل الكتاب لا ینبغی أن یبنی علیها حکم واعتقاد."

ترجمہ: "اور معلوم ہونا چاہیے کہ بہت سی اسرائیلی روایتیں جو کتب تفسیر میں بھری پڑی ہیں اور علماء اہل کتاب سے جو قصے منقول ہیں وہ قطعاً اس قابل نہیں کہ ان کی اساس پر کسی حکم شرعی یا ایک اعتقادی امر کو ثابت کیا جائے۔"

(جاری ہے)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

قادیانی لابی نے سازش کے تحت پاکستانی سفارتخانہ استعمال کیا

کینیڈا میں گستاخانہ امریکی فلم کے خلاف پروگرام میں قادیانیت کے فروغ کے لئے لٹریچر تقسیم کیا گیا، مسلمانوں کو حضور اکرم ﷺ کی فضیلت بیان کرنے کا دھوکا دے کر دعوت دی گئی: مولانا عطاء الرحمٰن

ذمہ داروں کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو احتجاج کریں گے: مولانا محمد طیب

مرزا عبدالقدوس (امت رپورٹ)

پاکستان کے باخبر مذہبی اور دینی حلقوں میں اس خبر نے شدید تشویش کی لہر دوڑادی ہے کہ کینیڈا میں پاکستان کا سفارت خانہ قادیانیوں کے مقاصد اور قادیانیت کی تبلیغ کے لئے استعمال ہورہا ہے دینی حلقے وزارت خارجہ کی اس وضاحت پر ابھی انگشت بدنداں تھے جس میں پاکستان کی وزارت خارجہ نے پاکستان کے آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کہا تھا کہ متحدہ قومی موومنٹ پاکستان کے سیکولر امیج کی ترجمانی کرتی ہے۔ اب قادیانی لابی کی جانب سے سازش کے تحت کینیڈا کے پاکستانی سفارت خانے میں خود کو مسلمان ظاہر کر کے ایک تقریب کے انعقاد کی اطلاعات سامنے آگئیں۔ کینیڈا میں پاکستان کے سفارت خانے نے مبینہ طور پر اسلام دشمن امریکی فلم کے تناظر میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں "اصل حقائق" بیان کرنے کے لئے قادیانیوں کی مدد حاصل کی اور اس پروگرام میں شرکت کے لئے سفارت خانے سے مسلمانوں کو ای میل اور ایس ایم ایس کے ذریعے دعوت دی گئی۔ سفارت خانے کی جانب سے دعوت ملنے پر مسلمان خاص طور پر پاکستانی مسلمان دھوکے میں آگئے اور ان کی ایک بڑی تعداد نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ ۲۰ رنومبر کو ہونے والے اس پروگرام کا اصل مقصد قادیانیت کی تبلیغ اور سادہ لوح مسلمانوں کو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے دعوت دے کر در اصل اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار قادیانی جن کو ایک طویل اور ایمان افروز جدوجہد کے بعد حکومت پاکستان نے کئی دہائی قبل متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور ان پر پابندی عائد کردی گئی تھی کہ وہ مسلمانوں کے شعائر میں سے کوئی بھی شناخت استعمال نہیں کر سکتے اور نہ اپنے آپ کو مسلمان کہلوا سکتے ہیں۔ کینیڈا کے پاکستانی سفارت خانے کے دعوت نامے میں انہیں "احمدیہ مسلم جماعت" کے رکن تحریر کیا گیا تھا۔

پاکستان کے سفارت خانے کی معاونت سے ہونے والے اس کنونشن میں اس وقت گڑبڑ ہوگئی جب کچھ لوگ اس پروگرام کے پس پردہ مقاصد کی تہہ تک پہنچ گئے اور انہوں نے اس پر احتجاج بھی کیا۔ لیکن یہ کنونشن جس میں اکثریت قادیانی غیر مسلموں کی تھی، مسلمانوں کے احتجاج کے سبب کچھ تعطل کے بعد دوبارہ شروع ہوگیا تھا۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے نام پر دیئے گئے دعوت ناموں کی وساطت سے منعقد کئے گئے پروگرام کے آخر میں قادیانی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

جمعیت علمائے اسلام (ف) کے رہنما اور رکن قومی اسمبلی مولانا عطاء الرحمٰن جنہوں نے گزشتہ روز قومی اسمبلی کے ایوان میں بھی یہ واقعہ اٹھایا اور اس کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے امت سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے ایوان میں وعدہ کیا ہے کہ وہ اس واقعے کی تحقیقات کرائے گی اور ایوان کو اس سے آگاہ کرے گی، اس لئے ہم چند دن ان تحقیقات کا انتظار کریں گے اور اگر واقعہ کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی نہ ہوئی اور حقائق سے آگاہ نہ کیا گیا تو ہم انتہائی قدم اٹھائیں گے۔ مولانا عطاء الرحمٰن نے کہا کہ ہم یہ قطعاً برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارا سفارت خانہ قادیانیت کی تبلیغ اور فروغ کے لئے استعمال ہو اور اس سے بھی بڑھ کر انتہائی قابل مذمت اقدام یہ ہوا کہ مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے حوالے سے اور ان کی فضیلت بیان کرنے کا دھوکا دے کر دعوت دی گئی۔ رکن قومی اسمبلی مولانا عطاء الرحمٰن نے کہا کہ ہم یہ تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں کہ ایسا نادانستگی میں ہوا ہوگا، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ مغرب کے پروردہ کچھ عناصر ہماری بیوروکریسی میں موجود ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں جو اس طرح کی حرکتیں کرتے ہیں۔

مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد نے بھی اس واقعے کا سخت نوٹس لیا ہے، مجلس کے مرکزی رہنما مولانا محمد طیب نے امت سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی لابی نے ایک سازش کے ذریعے کینیڈا میں پاکستان کے سفارت خانے کو استعمال کیا، ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں۔ اگر حکومت نے ذمہ داروں کے خلاف فوری طور پر موثر کارروائی نہ کی تو مجلس تحفظ ختم نبوت بھرپور احتجاج کرے گی۔

(روزنامہ امت کراچی، ۱۳؍دسمبر ۲۰۱۲ء)

گستاخِ رسول ڈاکٹر کی حمایت میں این جی اوز مافیا میدان میں آ گئی

رمشا مسیح کیس میں متحرک امریکی سفارت خانے کا اہلکار بھی حمایت کر رہا ہے، مقدمہ کو خاندانی تنازعہ قرار دینے کی کوششیں شروع، ڈی ایس پی اشرف شاہ مقدمے کے اندراج میں ٹال مٹول کرتا رہا، دینی حلقوں کے شدید احتجاج پر ایف آئی آر درج ہوئی، امریکا پلٹ ڈاکٹر افتخار شیخ کا ریمانڈ حاصل کرلیا گیا

سیف اللہ خالد (امت رپورٹ)

توہین رسالت کے ملزم امریکا پلٹ ڈاکٹر افتخار شیخ کو گرفتاری کے بعد عدالت میں پیش کر کے ریمانڈ حاصل کرلیا گیا۔ مگر پولیس افسران ابھی تک ملزم کو تحفظ دینے اور سہولت فراہم کرنے پر بضد ہیں، جبکہ گستاخ رسول ڈاکٹر افتخار کی حمایت میں بعض این جی اوز بھی میدان میں آ گئی ہیں۔ مقدمہ کو خاندانی تنازع کی شکل دینے کے لئے بعض میڈیا پرسنز بھی متحرک ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر افتخار شیخ جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ امریکی ادارے "SUNY" سے نہ صرف پی ایچ ڈی ہے، بلکہ وہاں سینئر ریسرچ ایسوی ایٹ بھی ہے اور امریکا کی ایسوی ایشن آف ریسرچ ایسوی ایٹ ڈپارٹمنٹ آف میڈیسن اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیو یارک کا صدر ہے۔ اس کے سگے بڑے بھائی شیخ عبدالرشاد اور اس کے بیٹے شیخ عثمان الرشاد نے دسمبر کے پہلے ہفتے میں علماء سے رابطہ کیا اور بتایا کہ شیخ عبدالرشاد کے بھائی ڈاکٹر شیخ افتخار نے 7 کے قریب کتب تحریر کی ہیں، جن میں بعض کتب میں اس نے توہین آمیز عقائد کا اظہار بھی کیا ہے اور وہ نماز کی فرضیت، حدیث، یہاں تک کہ (نعوذ باللہ) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔ لہٰذا اس کے بارے میں رائے دی جائے، اس پر علماء نے پولیس سے رابطہ کرنے کا مشورہ دیا، جس پر شیخ عبدالرشاد کے صاحبزادے اور ملزم کے بھتیجے شیخ عثمان نے ۴ دسمبر کو اسلام آباد کے تھانے آئی ۹ (انڈسٹریل ایریا) میں مقدمے کے اندراج کے لئے درخواست دائر کی، مگر پولیس نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا، جس پر شیخ عثمان نے علماء مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کے علاوہ آئی جی اسلام آباد سے رابطہ کیا، جنہوں نے اسی دن ۴ دسمبر کو اندراج مقدمہ کا حکم دے دیا، مگر اس کے باوجود متعلقہ تھانہ ڈی ایس پی اشرف شاہ مقدمے میں رکاوٹ بنا رہا۔

اطلاعات کے مطابق چار روز قبل شیخ عثمان نے ڈی ایس پی کے رویے سے مایوس ہو کر علماء سے رابطہ کیا، جس پر راولپنڈی اور اسلام آباد کے علماء مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا عبدالوحید قاسمی کی قیادت میں ڈی ایس پی کے پاس گئے، جس نے انہیں ظہر سے لے کر رات گیارہ بجے تک بٹھائے رکھا اور کہا کہ یاد رکھو میرا نام اشرف شاہ ہے، جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ مولانا عبدالوحید قاسمی کا کہنا ہے کہ اس نے پانچ مرتبہ دہرایا کہ میرا نام اشرف شاہ ہے، یاد کرلو جس پر علماء نے اسے کہا کہ ہم تمہارا نام یاد کرنے نہیں پرچہ درج کروانے آئے ہیں۔ کافی بحث کے بعد اس نے انہیں اگلے روز آنے کے لئے کہہ دیا۔ اگلے روز پھر یہی تماشا کیا گیا کہ علماء کو ظہر کے وقت بلوا کر رات کے گیارہ بجے ملاقات کی اور کہا کہ اصل کتب اگر ابھی لے آؤ تو ابھی مقدمہ درج کر لیتا ہوں۔ علماء نے اصل کتب کسی جگہ محفوظ کر رکھی تھیں، کیونکہ ملزم نے اپنے بھتیجے کے خلاف اسی تھانے میں مقدمہ درج کرا دیا تھا کہ وہ اس کے گھر سے کتابیں چرا کر لے گیا ہے اور خطرہ تھا کہ پولیس یہ کتابیں ہی غائب نہ کر دے، جس پر کتابوں کا ایک ایک نسخہ محفوظ جگہ رکھا گیا تھا، جو وعدے کے مطابق اگلے روز ڈی ایس پی کو پیش کر دیا گیا اور ڈی ایس پی کی موجودگی میں تین وکلاء فضل الرحمن نیازی، احمد فواد بھٹی اور قاسم نواز نے متنازعہ عبارات والے صفحات کو اسکین کیا اور کتاب کے اصل صفحات پر دستخط کر کے کتب حوالے کر دیں۔ اس پر اشرف شاہ نے کہا کہ کل پرچہ درج ہو جائے گا۔ مگر اگلے روز ہفتے کو بھی پرچہ درج کرنے کے بجائے نہ صرف وہ ٹال مٹول کرتا رہا بلکہ کتب دینے سے بھی انکار کر دیا، جس پر علماء نے رات بارہ بجے تھانے کے باہر دھرنا دینا شروع کر دیا اور طلبا کو بلوایا گیا۔ احتجاج کو دیکھتے ہوئے کتب حوالے کی گئیں تو علماء یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ بعض قابل اعتراض عبارت والے صفحات کتابوں میں سے پھاڑ کر الگ کر دیئے گئے تھے۔ جس پر تلخی بھی ہوئی اور صفحات دوبارہ اپنی جگہ چسپاں کر کے پولیس کے دستخط کر دیئے گئے۔

مولانا عبدالوحید قاسمی نے امت کو بتایا کہ علماء اور مدعی حضرات پولیس کے رویے سے عاجز آچکے تھے، لہٰذا اتوار کے روز دو پہر دو بجے بعد نماز ظہر اسلام آباد کے نائنتھ ایونیو کو بلاک کر دیا، جس پر پولیس نے ڈاکٹر افتخار کو گرفتار کر لیا، مگر پرچہ درج کرنے کے بجائے جھوٹی تسلیوں پر جلوس منتشر کرانے کی کوشش کی گئی، جس پر علماء نے مطالبہ کیا کہ جب تک پولیس ایف آئی آر درج کر کے اسے چوک میں نہیں لائے گی، احتجاج ختم نہیں ہوگا۔ اس پر عشاء کے وقت جا کر ایف آئی آر درج کر کے کاپی حوالے کی گئی، تاہم علماء نے جب ملزم کو دیکھنے پر اصرار کیا تو پولیس نے اسے ایس پی آفس کے ایک کمرے میں اطمینان سے بٹھا رکھا تھا۔

تاہم گزشتہ روز پیر کو عدالتی وقت ختم ہونے کے بعد پولیس نے ملزم کا ریمانڈ تو حاصل کر لیا ہے، مگر مدعی اور علماء کو اب بھی اس امر کا یقین نہیں کہ ملزم کی حمایت میں آخری حد تک جا کر دھمکیاں دینے والے ڈی ایس پی اشرف شاہ کی موجودگی میں تفتیش کا عمل منصفانہ ہو سکے گا۔

دوسری جانب گزشتہ روز عدالت میں پیشی کے وقت میڈیا کے ایک مخصوص طبقے نے یہ سوال بھی اٹھانے کی کوشش کی کہ ملزم اور مدعی کے درمیان خاندانی تنازع ہے، جس پر مدعی مقدمہ شیخ عثمان نے واضح کیا کہ ان کے اور ان کے چچا کے درمیان کوئی کاروباری تنازعہ نہیں ہے اور ویسے بھی ثبوت کتابوں میں شائع شدہ موجود ہیں۔ ایسے میں کسی سازش کا کیا احتمال رہ جاتا ہے، تاہم ماضی میں توہین رسالت کے ملزموں کی حمایت میں متحرک کردار ادا کرنے والی بعض این جی اوز اور مخصوص مولوی بھی گزشتہ روز اسلام آباد کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں متحرک دکھائی دیے، جہاں امریکی سفارت خانے کا ایک اہلکار جو رمشا مسیح کیس میں بھی متحرک تھا، پایا گیا۔

خطرہ ہے کہ اس کیس کو بھی این جی اوز کی کمائی کا ذریعہ بنا دیا جائے گا۔ دوسری جانب ایک اعلیٰ پولیس افسر نے امت کو بتایا کہ پولیس کو الزام دینا درست نہیں ہے۔ وزارت داخلہ کی جانب سے واضح احکام موجود ہیں کہ توہین رسالت کا کوئی کیس درج نہ کیا جائے اور اگر مقدمہ درج کرنا مجبوری ہو تو چالان تک نوبت نہیں آنی چاہیے۔

دریں اثنا یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ توہین رسالت کے مقدمات کے حوالے سے پولیس فورسز کے تین اعلیٰ افسران جو ریاست کے بجائے قادیانی خلیفہ سے وفاداری کا علی الاعلان اظہار کرتے ہیں، وہ بھی متحرک ہیں اور اپنا اثر و رسوخ استعمال کر رہے ہیں۔

(روزنامہ امت کراچی، ۱۱ردسمبر ۲۰۱۲ء)

سہ روزہ ختم نبوت کورس، پیر محل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ٹوبہ کے زیر اہتمام العصر تعلیمی مرکز پیر محل میں تین روزہ کورس ۴ تا ۶ ردسمبر بروز منگل، بدھ، جمعرات کو منعقد ہوا، جس میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ نے مختلف عنوان پر لیکچر دیے۔ مولانا شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت، کذب مرزا قادیانی، امت مسلمہ اور مرزائی امت کے درمیان جو اختلافات ہیں، ان کی وجہ اور دلائل و اصول مناظرہ پر مدلل و مفصل گفتگو کی اور مولانا محمد حبیب نے ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت حیات مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی کے کفری وجوہات سے متعلق بیان کیا، اسی طرح ۴ ردسمبر منگل کو بعد نماز مغرب جامع حنفیہ باب العلوم ال موڑ کمالیہ میں حیات مسیح اور رفع و نزول مسیح پر خطاب کیا بعد میں سوال و جواب کی نشست بھی منعقد ہوئی اور مولانا خبیب نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و نزاکت پر بیان کیا نیز گوہر شاہی فتنہ کے متعلق بھی تفصیلات سے سامعین کو آگاہ کیا۔ ۵ ردسمبر بعد نماز مغرب و عشاء چک نمبر ۱۰ میں مولانا محمد خبیب نے معجزات انبیاء، ختم نبوت اور مرزا قادیانی کے کردار پر تفصیلی گفتگو کی۔ ۶ ردسمبر بعد نماز ظہر مدینہ مسجد، مدینہ مارکیٹ ٹوبہ میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے محفل ذکر میں مدلل و مفصل ذکر کے حوالہ سے بیان کیا اور بعد نماز عشاء قاسمیہ مسجد فیض کالونی میں درس حدیث اور ختم نبوت کے عنوان سے درس دیا۔ تمام پروگرام پیر محل کے ذمہ دار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا مفتی محمد شیراز مدظلہ مدیر العصر تعلیمی مرکز کی ہمت و کوشش اور معاونت و سعی سے پایہ تکمیل تک پہنچے۔ ان کے علاوہ تمام معاونین اور مخلص کارکن حضرات کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

ہمیں صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو مشعل راہ بنانا چاہیے: مولانا قاضی احسان احمد

اندرون سندھ مبلغین ختم نبوت کے وفد کی تبلیغی و دعوتی سرگرمیاں

رپورٹ: ابومحمد جلال پوری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی اور حیدرآباد کے رفقاء پر مشتمل وفد نے اندرون سندھ دعوتی و تبلیغی دورہ کیا۔ اس وفد میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد انس جلال پوری، مولانا توصیف احمد، مولانا مختار احمد اور سید کمال شاہ شامل تھے۔

۷؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ کو کراچی سے یہ قافلہ حیدرآباد، میرپورخاص سے ہوتے ہوئے عشاء کی نماز میں نوکوٹ پہنچ گیا، یہاں پر ضلع تھرپارکر کے مبلغ مولانا مختار احمد اور نوکوٹ میں مجلس کے دیرینہ محب مولانا قاری عبدالستار نے وفد کا استقبال کیا، نماز عشاء کے اختتام پر قاری عبدالستار نے بیان کا اعلان کیا، نمازی حضرات اور دیگر احباب اعلان سن کر جامع مسجد صدیق اکبر میں تشریف لائے۔ مولانا قاضی احسان احمد کا اسلامی عقائد، معاملات، کردار کی درستگی پر جامع اور مفصل بیان ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہر مسلمان کو اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ آپ کا کردار، معاملات، معاشرت، اخلاق ایسے ہوں جو ایک کافر کے لئے ہدایت کا پیغام بن سکیں نہ کہ وہ ہماری ناقص طرز زندگی کو دیکھ کر اسلام اور دین کے حسن و جمال کا غلط تصور قائم کر بیٹھے اور اپنے کفر پر باقی رہے۔ لہٰذا ہم سب کو صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کو مشعل راہ بنانا چاہئے بیان کے اختتام پر مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے بھتیجے مولانا محمد انس نے دعا کرائی اور پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ رات آرام نوکوٹ میں کیا۔

۸؍محرم الحرام کو نماز فجر کے بعد ننگر پارکر کے لئے نوکوٹ سے سفر شروع کیا، تقریباً گیارہ بجے کے قریب مدرسہ الحق جامع مسجد سلمٰی، قاری احمد علی درس کے یہاں پہنچے، جہاں پر پہلے سے موجود مقامی احباب نے وفد کا خیر مقدم کیا اور اپنی خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ قبل از نماز جمعہ وفد نے قاری اللہ ڈراؤ کے بھائی کے انتقال پر ان سے تعزیت کی اور مرحوم کے لئے ایصال ثواب اور رفع درجات کی دعا کی۔ بعدازاں مولانا قاضی احسان احمد نے جامع مسجد سلمٰی میں، مولانا توصیف احمد نے بلوچ محلہ میں، مولانا مختار احمد نے کیھابائی میں نماز جمعہ کے اجتماعات سے خطاب کئے، اس طرح الحمدللہ! پورے علاقہ میں تحفظ ختم نبوت کی بھرپور صدا گئی جس سے ننگر پارکر کے درو دیوار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے ترانہ نغمہ سے گونج اٹھے۔ الحمدللہ!

۹؍محرم الحرام تقریباً ۹ بجے کے قریب اسلام کوٹ کی طرف رخت سفر باندھا تقریباً ۱۲ بجے کے قریب وفد اسلام کوٹ مولانا تاج محمد کے مدرسہ عثمانیہ میں پہنچ گئے، مولانا تاج محمد نے وفد کو خوش آمدید کہا اور سندھ کے روایتی انداز میں آنے والے ایک ایک مہمان سے حال و احوال دریافت کیا۔ مختصر تواضع کا فوراً اہتمام ہوا، اور وفد کو تھوڑی دیر آرام کا موقع دیا، قبل از ظہر مولانا نے سندھی مہمان نوازی کا حق ادا کیا اور پرتکلف کھانے کا اہتمام کیا بعدازاں مدرسہ عثمانیہ سے ملحق مسجد میں جلسہ کا اہتمام کیا گیا، جس میں نقابت کے فرائض مولانا مختار احمد نے انجام دیئے۔ مولانا توصیف احمد اور مولانا قاضی احسان احمد کے عقیدۂ ختم نبوت پر تفصیلی بیانات ہوئے۔

اب قافلہ اسلام کوٹ سے مٹھی کے لئے روانہ ہوا، جہاں مولانا مفتی خیر محمد وفد کے شدت سے منتظر تھے، مدرسہ نورالہدیٰ مٹھی نماز عصر سے قبل پہنچا ہوا، جماعت سے نماز ادا کی، وقت بہت کم تھا قبل از مغرب بہترین سندھی ضیافت کا اہتمام ہوا۔ مولانا خیر محمد صاحب نے بہت محبت و شفقت فرمائی اور اصرار کیا کہ رات یہاں پر گزاری جائے اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے بعد نماز مغرب مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و ضرورت کے عنوان پر پرجوش خطاب کیا جسے سامعین نے بڑی توجہ اور انہماک سے سماعت کیا۔ بعدازاں مفتی صاحب سے اجازت لے کر نوکوٹ کی طرف سفر شروع ہوا، رات قیام مجلس کے دیرینہ مہمان نواز گھرانہ بھائی محمد اویس میرپورخاص کے ہاں ہوا۔ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی، بھائی اویس اور پورا گھرانہ وفد کا رات گئے تک منتظر تھا، اللہ تعالیٰ ان تمام احباب و مخلصین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ رب کریم اس سفر کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرما کر تمام شرکاء سفر و حضر اور خدام کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆......☆☆

Regd.SS160

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کی مطبوعات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486, 4783486